

ہفت روزہ

لاہور

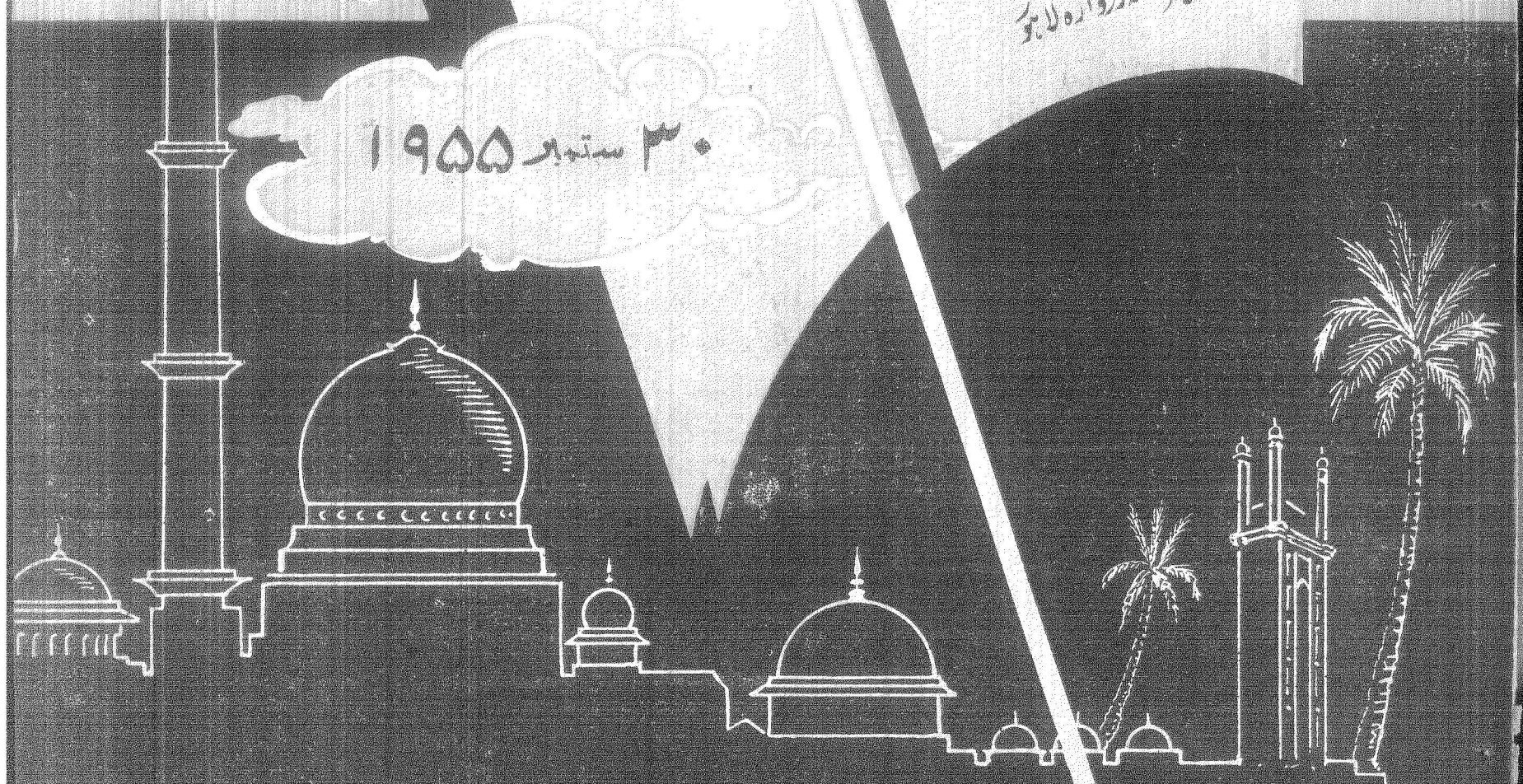
روزنامہ صبح

زیر نگرانی و سرپرستی

شیخ الفیہ حضرت مولانا محمد علی

شیر نوالہ دروازہ لاہور

۳۰ ستمبر ۱۹۵۵



یٰۤاَیُّهَا طُوبٰی اَیُّهَا اَیُّهَا خَدَّامُ الدِّیْنِ ۝ لاہور

Amir

کلمه ارشاد است

ترجمان مفسر القرآن مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شہرہ الوداد لاہور

فتح الدين معراج الدين يا فتح في في معراج بي بي تام
 اكلوا لينا كافي - اللهم اهدنا الصراط
 المستقيم

دوسری حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ عَصَا بَابِ أَحَدِكُمْ يُغْفِلُ فِيهِ كُلُّ يَوْمٍ خَمْسًا حُلَّ يَتَّقِي مِنْ دَرَنِيهِ شَيْءٌ قَاتِلًا لَا يَمُوتُ حِينَ دَرَنِيهِ شَيْءٌ قَالَ قَدْ أَلَاكَ مَثَلُ الصَّلَاةِ الْخَشْيَةِ تَعْبُودُ بِهَا حَقَّ الْخَطَايَا
 (متفق عليه)

کھجاء۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے دل کے مرد و عورت کو نجات دے گا۔

تیسری حدیث

عَنْ أَبِي خَرِزْمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ
مِنْ مَكَّةَ الشَّتَاءَ وَالْوَرَقُ
يَتَهَمَاتُ فَخَاذِلُ بَعْضَتَيْنِ
مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَيَجْعَلُ
ذَلِكَ الْوَرَقُ مِثْمَانَتَيْنِ
قَالَ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ
لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي
الصَّلَاةَ يُرِيدُ بِهَا وَجْهَ
اللَّهِ فَيَتَهَمَاتُ عَنْهُ دَرَجَتَانِ
كَمَا تَهَمَّاتُ هَذَا الْوَرَقُ
مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ

قولہ تعالیٰ :-
 وَمَا اتَّخَذُ الرَّسُولُ
 مَخْرَجًا وَلَا مَوْثِقًا
 لَهُمْ مَا تَشَاءُوا
 وَلِأَنَّ اللَّهَ
 شَدِيدُ الْعِقَابِ
 رسوۃ العشر رکوع ۲۸

(ترجمہ :-
 اور جو کچھ رسول دے
 اسے قیلاً اور جس سے منع
 کرے اس سے یا نہ لے ہو۔
 اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ
 سخت عذاب دینے والا
 ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری بہتری و بھلائی، شرافت اور دینداری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں محروم فرما دیا ہے۔ کہ آپ جو حکم تمہیں دیں۔ اس کی پابندی کر۔ اور جس کام سے منع کرے اس سے باز آ جاؤ۔ اگر تم نے اس نظام الاوقات کی تعمیل نہ کی۔ تو پھر خدا سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہوتا ہے۔ اسی آیت کی روشنی میں حضورِ مآلہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر مسلمانوں نے ان پر عمل کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں گے۔

پیشانی

عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِحَبْلِ الْإِسْلَامِ وَعَلَى أَحْسَنِ
 شَهَادَةٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
 اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
 وَرَسُولُهُ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ
 وَآتَى الزَّكَاةَ كُلَّ وَاحِدٍ
 مِنْكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ
 رِيشَتُهُ أَوْ كِذَاكَ ثُمَّ قَالَ
 إِنَّ مِنْكُمْ فِرْقَانًا فَمَنْ
 جَاءَ مِنْكُمْ بِمِثْلِ مَا قِيلَ
 فَبُذِلَ لَكَ مِنْ ثَمَرِهِ أَنْ يَكُونَ
 مِنْ ثَمَرِهِ أَنْ يَكُونَ مِنْ ثَمَرِهِ

(ترجمہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما
 سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد
 پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے
 اس بات کی گواہی پر کہ اللہ
 کے سوا اور کوئی معبود نہیں
 ہے۔ اور بیشک محمد اللہ کے
 بندے اور اس کے رسول
 ہیں۔ اور نماز قائم کرنے پر
 اور زکوٰۃ دینے پر اور حج کرنے پر۔ اور رمضان کے روزے

محمّدی اسلام کے مسلمانوں کے لیے تو ان پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ تب وہ مسلمان کہلا سکتا ہے ہاں میرے پنجاب میں اگر ان پانچ چیزوں میں سے ایک چیز نہ ہو تو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے۔

یہ ہے اس وقت کے

١٤٤٤

اللہ تعالیٰ نے مسلمان مرد اور عورت کو روزانہ اپنے گناہوں کو نماز کی برکت سے معاف کرنے کی توفیق عطا کرنے کے لئے روزانہ رکھو۔ بے نمازیوں کی تہذیب کا رواج مٹا دینا اور آگے چل کر روزخ میں داخل ہوں گے۔ جتنا بچہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام بے نماز کو روزخ میں رکھ کر آئے ہیں۔

جو قلمی حیات

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ أَشَدُّ فِرَاحًا بِتَمِيمٍ عَبْدٍ مِنْ جَيْنَ تَيْيُوبٍ إِلَيَّ مِنْ أَحَدٍ كَبُرَ كَانٍ رَاحِلَتُ يَازَنِي فَلَاةٌ فَأَلْقَيْتُ مِنْهُ فَرَعَيْنَا فَمَا ضَرَّ وَشَأْنُهَا قَالِيں مَتَهَا ذَلَنِي سَجْعَةٌ فَأَضْطَجَعْتُ فِي ظِلِّهَا فَذَلَّ إِلَيَّ مِنْ رَاحِلَتِي فَوَيْلٌ لِي إِذَا هُوَ نَدَى قَسَمْتُ عِنْدَهُ فَأَخَذَ بِخَطَايَايَ ثُمَّ قَتَلَ مَعِيَ شِدَّةً الْقَوْحَ اللَّهُمَّ أَنْتَ عَابِدِي وَأَنَا رَجُلٌ أَخْطَا عَمِي شِدَّةٌ أَنْفَرَجَ - (رواه مسلم)

(ترجمہ) انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ اللہ کی اپنے بندے کی قوت کو کرنے سے جب اس کی طرف رجوع کر کے آتا ہے۔ تم میں سے اس ایک سے بھی زیادہ خوش ہوتی ہے جس کی مصداق چشیں میدان میں تھی۔ پھر وہ اس سے بھاگ گئی۔ حالانکہ اسی پر اس کا کھانا اور پانی تھا۔ پھر اس سودی سے مایوس ہو گیا۔ پھر ایک وزنت کے پاس آیا۔ پھر اس کے سایہ میں بیٹ گیا۔ اپنی سودی دے کے (مٹے) سے مایوس ہو چکا تھا۔ پس ناگہاں وہ اسی حالت میں تھا کہ وہ اونچے اونچی کر اپنے پاس

کھڑے ہوئے پانا ہے پھر اسکی جہاز کی بگڑ گیا یہ پھر سخت
خوشی کے باعث یہ الفاظ کہہ گئے اے اللہ میرا بندہ ہے
اور میں تیرا رب ہوں۔ بہت زیادہ خوشی کے باعث یہ غلطی ہو

تقوید کے وزراء کے مذہبی طاقت

قولِ حق ہے :-
 يَكْسِبُ الثَّوْبَ الَّذِي يَبْدُو
 كَيْسُ الثَّوْبِ الْمَسِيَّتِ
 حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ
 الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي بُنِيتُ
 فَلَا إِلَهَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَهُمْ
 كَمَا طُرِطُوا لَكَ أَعْدَدْنَا
 لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
 (سورۃ النساء رکوع چہارم)

اور ان لوگوں کی توبہ قبول
 نہیں ہے جو برے کام کرتے
 رہتے ہیں۔ یہاں تک جب
 ان میں سے کسی کی موت
 کا وقت آجاتا ہے اس وقت
 کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرنا
 چوں۔ اور اسی طرح ان
 لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں
 ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ان کے لئے ہم سنے
 و دردناک عذاب تیار رکھا ہے۔

دینی مصائب

خدا مال دین

جلد ۱ یوم جمعہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۵۵ء شمارہ ۲۰

فوجی تربیت :-

مسلمان کے لیے فوجی تربیت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جتنا کہ باقی فرائض کی پابندی ضروری ہے۔ فوجی تربیت کا درجہ نماز۔ روزہ۔ اور دیگر فرائض کے بالکل مساوی ہے۔ لیکن جہاں ہم نے باقی فرائض کو نظر انداز کر رکھا ہے وہاں ہم نے اس فرض کو بھی پس پشت ڈال رکھا ہے۔ اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔

مسلمان کے مقابلہ میں غیر مسلم اقوام نے اس فرض کو جس طرح حرز جاں بنا رکھا ہے۔ وہ کسی سے پرستیدہ نہیں۔ چھوٹا بچہ یا بڑا ہر غیر مسلم ملک اپنے نوجوانوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ فوجی تربیت دے رہا ہے ان ممالک کے رہنماؤں کی زبانوں پر بظاہر امن و آشتی کے پیغام ہیں۔ لیکن دل فوجی طاقت کو بڑھانے کی طرف متوجہ ہیں۔ اور تو اور گانگو کے چیمپ ہنزو نے ستیگرہ کی بجائے ہر سال ایک لاکھ شہریوں کو فوجی تربیت دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ کیا اس سے بھی تشویر کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دینے والے پاکستانی رہنماؤں کی آنکھیں نہیں کھلیں گی۔ قیوں کے عروج و زوال میں اقوال کی وہ قدر و قیمت نہیں جو اعمال کی ہوا کرتی ہے۔ اس لیے ہم اپنے معزز رہنماؤں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اقوال کی دنیا سے بہت کر اعمال کی دنیا میں آئیں۔ اسکولوں۔ کالجوں کے طلباء کے علاوہ ہر عاقل بالغ کے لیے فوجی تربیت لازم قرار دیجئے اور اس کے لیے فوراً عملی اقدام کیجئے۔ اس کی حالت سدھی کرنیوالے

افسروں اور عوام کے لیے سزا مقرر کریں۔ دینہ اس کا بھی حشر ہوگا جو اس سے پہلے اس قسم کی تحریک کا ہو چکا ہے۔ اس وقت لوگ اگر ایک جگہ فوجی تربیت کے لیے بے قرار تھے۔ تو وہاں تربیت دینے والے سست تھے۔ اور دوسری جگہ اگر تربیت دینے والوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس تھا تو عوام بے حس تھے۔ دستور ساز اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اس میں اس کے متعلق فوراً فوجی تربیت کا بل پیش کر کے منظور کرائیے اور اس پر عمل در آمد شروع کر دیجئے کیا ہم امید رکھیں کہ ہماری ان معروضات پر غور کیا جائے گا۔

اقوام متحدہ اور الجزائر :-

اخبارات کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ الجزائر کے سوال کو اقوام متحدہ کے مباحثوں کے لائحہ عمل میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس خبر سے میں بہت کوفت ہوتی کہ کس قدر دیدہ دہنی ہے کہ سوال رواں کے سب سے بڑے حادثے کو جس میں ہزاروں انسانی جانیں تلف ہوئیں اور سب سے حبیب سامراجی جرم کو جس کے تحت میں محکوم رعایا پر آگ برساتی گئی کس طرح نظر انداز کر دیا گیا۔ نہیں علم ہے کہ اس نام نہاد جماعت نے اب تک کسی وادخواہ کی داد دی نہیں کی۔ یہ ہمیشہ سامراجیوں کی پشت پناہی اور مغربی طاقتوں کی مفاد آوری کرتی رہی ہے۔ تاہم اگر یہ انصاف کرنے سے قاصر ہے۔ تو کم از کم فرانسیسیوں کی مذمت ہی کر دیں۔ مگر اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پست اور محکوم کی زبانی مہمدی سے بھی محروم ہے۔

اس ادارے کے ساتھ ساتھ ہمیں دوسرے ممالک پر بھی بے حد افسوس ہے جو اتنے بے حس ہو رہے ہیں۔ اپنا دنگ تو محسوس کرتے ہیں۔ لیکن دوسرے کے لئے تماشائی بن جاتے ہیں کیا اقوام متحدہ کے ۶۰ سے زیادہ اراکین میں سے کسی کو تو فیق نہیں ہوتی کہ وہ اس سوال کی تحریک ہی پیش کر سکتا۔ اور تو نہ سہی پاکستان کے نمائندے کم از کم اپنے عوام کے جذبات سے ہی اقوام عالم کو آگاہ کر دیتے کہ پاکستانی اپنے مراکشی بھائیوں سے کس قدر بھردری رکھتے ہیں۔ اگر یہ بھی خلاف مصلحت تھا تو پاکستان کے وزیر اعظم کی ہدایت پر یہ بھی نوکر کر دیتے کہ وہ بھی اس کو تشویش کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

اب اس سوال کو اٹھانے والے ممالک کو یہ سوچنا چاہئے کہ اس نام نہاد عالمی ادارے کی رکنیت سے احتجاجاً بخلہ کیوں نہ ہو جائیں۔

ممارسہ سفارتخانے

ہمارے ملک کے سفارتی تعلقات دنیا کے تقریباً تمام بڑے بڑے ممالک سے وابستہ ہیں۔ ان سفارتخانوں پر بے شمار قیمتی زر مبادلہ خرچ ہو رہا ہے۔ حکومت کی خارجہ پالیسی کے تحت ان سفارتی تعلقات کی ابھی بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ بیرون پاکستان اپنے ملک کو متعارف کرانے کی اشد ضرورت ہے۔

جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے۔ ان سفارت خانوں کی کارکردگی کی روئداد اخبارات یا حکومت کے کسی ترجمان نے کبھی بیان نہیں کی۔ البتہ گاہے گاہے سننے میں آ جاتا ہے کہ خزان صاحب یا خزان سابق وزیر خزان ملک میں پاکستان کے سفیر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ زر مبادلہ بہت گراں قدر چیز ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جہاں اس کا مصرف ہو رہا ہے وہاں سے یہ خبر بھی آتی کہ اس خرچ سے خزان فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ لیکن حالات قطعاً اس کے برعکس ہیں۔ جو احمق یا بیوقوف ممالک سے واپس ہوئے ہیں ان کے تاثرات یہ ہیں (باقی صفحہ پر)

میراناں جمال ہے!

از جناب محمد شمیم رحمانی صاحب

(۲)

ہندوستان میں ہمارا یہ عروج ہماری ترقیوں کا ایک نیا دور ہے۔ جو ہمیں بہت ہی جاگہ کو ششوں کے بعد میسر ہوا ہے۔ ہم جس وقت ہندوستان میں داخل ہوئے تھے اگرچہ اس وقت کی فضا بہت کچھ مناسب حال تھی۔ مگر تاہم ہم اس کے قدم پیاں اچکے تھے۔ اس لیے ان کم بخت تلافی حق کے متواسے مسلمانوں کا ایک بڑا کثیر گروہ ہمارے کاروبار کے اندر رکاوٹیں پیدا کر دینے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔ ہم نے خیال کیا کہ جب تک دشمنوں کا یہ گروہ جو نہایت زبردست ہے کسی خاص حکمت عملی سے کمزور نہ کیا جائے گا اس وقت تک ہم اپنے مقاصد میں اچھی طرح فائز المرام نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اس وقت باہمی فرقہ اندازی کی پرانی تدبیر سوچھ گئی۔ چنانچہ ہم نے اپنے چند پوشیاہ ایجنٹوں کو بھی لمبی عباؤں اور پگڑیوں سے آراستہ کر کے جعلی مولوی بنایا اور ان مسلمان عاملوں سے بھرا دیا۔ پھر ان ملک حلال ایجنٹوں نے جن میں سے بعض خود ساختہ مجتہدانام اور اپنے زمانے کے نام نہاد مجدد بھی بن چکے تھے۔ اس خوبی سے اپنے فرائض منصبی کو انجام دیا کہ جس کی داد دینا مشکل ہے یا تو مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ توحید پرستی کے سوا کچھ جانتے ہی نہ تھے۔ یا پھر یہ گت ہو گئی کہ ایک ایک مسلمان سیکٹرل خزانوں کی پرستش کرنے اور ہزاروں دیوبندوں کی جھینٹ چڑھانے میں ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ اور یہ توحید پرست قاتل نے چھینٹے کے پیچھے رہ گئے مگر کسی نے ایک نہ سنی۔

چونکہ مسلمانوں کی طرف سے ہماری جان ہر وقت خطرہ میں رہی ہے۔ اس لیے ہم نے بھی اپنی تمام تر کوششوں کا نصب العین جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکی ہوں، صرف یہ قائم کیا کہ جس طرح موسے الی جان کے دشمن مسلمانوں کی دینی علی اور ملی حالات کو خوبصورتی کے ساتھ کمزور کیا جائے۔ تاکہ ان میں کبھی ہمارے مقابلے کی طاقت پیدا نہ ہو سکے۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔

یہ تو ہمیں معلوم ہی ہو گا کہ ان موسے مسلمانوں کا داغ ندی جنوں سے بہت زیادہ آشنا رہتا ہے اس لیے ہم بھی سرورہ بات جو ان کی دینی ملی اور ملی حالت کے حق میں نہ ملاحظہ کا حکم رکھتی تھی۔ نہ سنی رنگ میں رنگ کیلئے ہوشیار رہنے کی ضرورت تھی۔ ان کے زبردستی کرتے رہے۔ اور چونکہ ہماری اگلی کوششوں سے ہر بات کو ہلا چوں دیر آگے بڑھائے ان لینے کی صلاحیت ان کے اندر بخوبی پیدا کر دی تھی۔ اس لیے ہمارے ایجنٹ جن جن

دہبودہ اور لغو رسم و رواج کو ان کے سامنے پیش کرتے یہ لکیر کے فیتے دیجا دیجی پھر یا دھسان بھٹوں کی چال کے شیدا فی عقل و دانش کے زبردست دشمن یعنی میرے سپوت فرزند ورن کی تعمیل و ترویج کے واسطے تیار ہو جاتے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ٹھوس سہمی عرصہ میں ہندوستان کے تقریباً تمام مسلمان علم و دولت اور نہایت ملت کی ساری کثافتوں سے پاک و صاف ہو گئے۔

اس زبردست کامیابی کے بعد ہندوستان میں ہمارے قدم اچھی طرح جم گئے اور پھر ہم نے ان کشمیر مسلمانوں سے محفوظ رہنے کے لیے فتوے کا لوہا اور کفر کی توپ ایجاد کی۔ تاکہ اگر کوئی توحید پرست بھوسے سے بھی ہمارے مقابلہ کو سراٹھائے تو فوراً توپ دم کر دیا جائے چنانچہ اب تک نہایت عمدگی کے ساتھ ہمارے ایجنٹوں میں اس پر عمل درآمد جاری ہے۔ شروع شروع میں ہمارے بعض سایہ پروران موسے توحید پرستوں سے میل جول بھی رکھتے تھے۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں غنہ و تاداد کی آتش ان غریبوں کے خرمن جان کو پھرنے نہ دے دے اور پھر وہ اس لیے ہمارے اپنے ایجنٹوں کو حکم دیا کہ اس امر امکانی کے سدباب کے واسطے جلد سے جلد میک کے اندر ترک معاملات کے قوانین جاری کر دیں۔ چنانچہ عام اعلان کیا گیا کہ آئندہ اگر ہمارا کوئی مریدان غنہ پر دانا توحید پرستوں سے غلاما رکھے گا۔ تو وہ ہمیشہ کے واسطے اپنی پیاری بیوی سے محروم کر دیا جائے گا۔ اور پھر فاسقین و منافقین میں اس کا شمار ہو گا چونکہ ایک ہی دنیا میں دونوں قسم کے لوگوں کا رہنا سہنا تھا۔ اس لیے دنیا و موشیارت کا بغیر یا بھی میل جول کے کام چھوڑنا پڑا تھا۔ لہذا اس قانون پر ہماری حسب منشا عمل درآمد نہ ہو سکا۔ اور پھر ہم بھی مصلحت و فتنہ دیکھتے ہوئے اس معاملے میں گول ہی ہو کر رہ گئے مگر تاہم ہماری یہ کوشش بھی بالکل ہی رائیگاں نہ گئی کیونکہ ہمارے بعض سپوت فرزند اب تک سختی کے ساتھ کم و بیش اس پر کار بند ہیں۔

موجودہ کا شریر گروہ بسا اوقات ہمارے ایجنٹوں پر عملی دلائل کی تیز لاثیوں سے حملہ آور ہوتا ہے۔ جس سے ہمارے نازک نگاہ ایجنٹ چنگاؤ طوں کی طرح چند جھبا جاتے تھے۔ اور دشمنوں کا مقصد اکثر عمل ہو جاتا تھا۔ ہم نے اس مرض کا بھی علاج سوچا اور اپنے مریدوں کو بتایا۔ کہ جب یہ شریر موصود لائل علی کے حلوں سے ہمارا مقابلہ کریں۔ تو تم ان کے فریب نہ جاؤ بلکہ دھڑکی

سے منمنطات کی کلخ اندازوں اور گائیوں کی تنگ باری سے ان کے حملہ کا جواب دو۔ پھر دیکھو کہ یہ تہذیب کے بندے غیرت کے پرے میں نہ چھپا کر کس طرح اپنی علی اور عقلی دلیلوں کو سمیٹتے ہوئے میدان چھوڑ جاتا کر جاتے ہیں۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور جب خود نتیجہ برآمد ہوا۔ ان فرض ہندوستان میں اگر ہم نے اس قسم کی بہت سی پالیسیوں سے کام لیا ہے۔ تب کہیں خبر سے ہمیں قدر و منزلت کے ساتھ اس ملک میں قدم رکھنے کو جگہ ملی ہے۔ اب میں دیکھتی ہوں کہ ان موسے توحید پرستوں نے کہیں کہیں پھر سر اٹھانا شروع کر دیا ہے۔ اور چاہتے ہیں کہ علم کے شہزادے کو ملک کا باورشاہ بنائیں۔ اور پھر اس کی زد سے ہمیں شہر بدر کر کے سارے ملک میں توحید و حق پرستی کے قوانین سے سرے پھر جاری کر دیں گے۔

اس خیال اسٹھ محال است و جنوں بھلا خیال تو کردان نادان حقیقت پسندی کی یہ مٹھی بھر جماعت ملک کے اندر ہماری اس عالمگیری حکومت کے ہوتے ہوئے ہم سے مقابلہ کرے کہ کیا نامک پیش ہو جا سکتی ہے۔ اگر ہماری قسمت ہی بدلت جائے تو اس کا کچھ علاج نہیں۔ ورنہ یہ گنتی کے خشک مغرور کتنا ہی ایڑی چوٹی کا زور کیوں نہ لگا دیں مگر ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتے۔

ان موعروں کا یہ تازہ زور دیکھ کر ہم نے بھی ہوشیار ایجنٹوں کے ذریعہ اپنے تمام سپیڈ چاٹوں کو باور کر دیا ہے کہ یہ حقیقت کے علمبردار ملتا ہوتا ہے کھلے دشمنی ہیں جو حق حق کی صدا میں بلند کیے ہمارے گھروں کی برکت میلے، ٹھیلوں کی ہمارے غفلتوں۔ مجلسوں کی زینت غرس تعزلیوں کی رونق، اور شاوی بیاب وغیرہ کی دھوم دھام کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ یاد رکھو اگر تم نے ہمارے ان باغیوں کی باتوں پر ذرا بھی دھیان دیا تو تم اپنے ان عیش و تفریح کے تمام سامانوں سے ہمیشہ کے لیے ہاتھ دھو بیٹھو گے اور پھر ہمارے لیے دنیا میں بچو درگاہ خداوندی کے کوئی بھی قبیلہ رحابا باقی نہ رہے گا۔ ہم نے اس گمراہ کن طبقہ کا نام اپنی اصطلاح میں ”دوبانی“ رکھ دیا ہے۔ اور اس خیال سے کہ کہیں ہمیں ان گمراہ خیال لوگوں کے پچھلے اندر شناخت کرنے میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔ ہم موٹی موٹی باتوں سے ہمیں دوبانی کی پہچان بنائے دیتے ہیں۔ لوسٹو اور اچھی طرح یاد رکھو۔

جو شخص پیر پیغمبر اور بزرگوں کو حاجت روا سمجھنے سے انکار کرے کہ خدای کو ہر مشکل کا حاجت روا سمجھے اور بر مصداق ملاکی بڑی دوزخ مسجد تک سر حال اور مصیبت میں صرف خدای کی درگاہ میں گڑ گڑانے کو برحق جانے اور خدا رسول اور نبیوں۔ دیوبندوں اور پیر بزرگوں کے اوب و احترام میں حق و مراعات کی پھر لگائے سمجھ لو کہ وہ کم بخت یکتا دوبانی ہے۔ علاوہ ازیں جو شخص شاوی بیاب میں باجہ جو اپنے ناز رنگ کرانے انش وازی

مرکش کی سنس مکھ لڑکی!

(از جناب ابوالتر حفیظ صاحب جالندھری)

ہنسی کس قدر تیری معصوم ہے یہ چہرہ بناوٹ سے محروم ہے
 بہت نہیں لہی ہے بہت شاد ہے چمکتی ہے چڑیا ہے آزاد ہے
 ابھی کنیف کم سے نہیں آشنا کسی رنج و غم سے نہیں آشنا
 اری بھولی بھالی سی نتھی سی جان نہ ہنستی اگر تو بھی ہوتی جوان
 ابھی کم سمجھ رہے تھے کیا خبر! کہ نعلیں ہیں کیوں لہجے ماورپہ
 تجھے کیا خبر ہے کہ تیرا وطن ہے کیوں غرق دیئے رنج و جن
 تجھے کیا خبر ہے تری زندہ قوم ستاروں کی مانند تابندہ قوم
 ہے کیسی بلاؤں میں آتی ہوئی مصیبت ہے کیا اس پہ چھانی ہوئی
 مرکش کہ ہے رشکِ باغِ نسیم اٹھا بس کی مٹی سے عبد الکیم
 مرکش جہاں بس ہے پیشِ مرد ہے جو کہ مرنج سے ہم نبرد
 مرکش کہ ہے نثارِ شیریں کا گھر عرب کے بہادر دلیروں کا گھر
 مسئلہ ہے ابل اس پہ گرگِ فرانس نہیں اس کی قسمت میں آزاد سانس
 دی غمِ ازبانِ تنورِ شعاع غلامی کے جینے سے سچ کو عیا
 دیرینا کہ وہ صنفِ شکنِ تیغِ زن ہوئے اب سزاوارِ دار و رسن
 خطابیہ کہ ان کا خدا ایک ہے خطابیہ کہ ہادی ہے اُن کا رسول
 خطابیہ کہ دین ان کا اسلام ہے خطابیہ کہ پابندِ قرآن ہیں وہ
 خطابیہ کہ دل اُن کے آزاد ہیں خطابیہ کہ ان کی سچائی سے خوف
 فرانس اور ہسپانیہ کو ہے ڈر کہیں جاگ بٹھیں نہ بد شیرانِ تر
 مبادا اٹھے پھر اذانوں کا شور مبادا اٹھے پھر اذانوں کا شور
 شکستہ ہو سرِ پایہ داری کا زور شکستہ ہو سرِ پایہ داری کا زور
 تو ہنستی ہے اے میری پیاری بہن کہ بے ربط سی ہے یہ طرزِ سخن
 خدا تجھ کو ہنستی ہی لکھے مدام! تری زندگانی ہے شاد کام
 دعا ہے کہ وہ وقت آئے قریب تری قوم کو بھی خوشی ہو نصیب
 وطن میں وہ شاد و آباد ہو وطن میں وہ شاد و آباد ہو
 غلامی کے پنجے سے آزاد ہو غلامی کے پنجے سے آزاد ہو

مجلسِ کبر

مرتبہ چودھری عبدالرحمن خاں صاحب

آج مؤرخہ ۵ صفر المظفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۵۵ء محرمنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد سدرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

اللہ کو سالم دل والا انسان چاہئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَ سَلَامٌ عَلٰی جِبَارِہِ الَّذِیْنَ
اصْطَلَفَ۔ اَمَّا الْبَعْدُ:-

میں آپ سے ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ مجلس دراصل ان احباب کے لیے ہے جن کا مجھ سے بیعت کا تعلق ہے۔ میرے دور میں ہیں۔ دونوں کے در کا ہیکاری تھا۔ دونوں دروازوں سے میرے کاسرگدائی میں گھڑا پڑتا رہتا تھا۔ جب تک وہ زندہ رہے۔ جو شخص بھی میرے پاس اللہ کا نام پوچھنے آتا۔ اگر اس میں استطاعت ہوتی تھی تو میں اسے ان کے پاس ہی بھیج دیتا تھا۔ حضرت امیر فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا وہیں اللہ کا نام بتلایا کرو۔ لیکن میں پھر بھی وہیں بھیج دیتا تھا۔ جب میں نے چودھری خراجش صاحب سکنہ لکھنؤ کو بھیجا تو حضرت امروٹی مرنے ان کے ہاتھ مجھے خط لکھ بھیجا کہ میں نے ان کو یہ بتلایا ہے اُنکے تم بتلادیتا۔ میں نے وہ خط شیشہ میں جس طرح رکھا ہوا ہے۔ میرے بڑے لڑکے مولوی حافظ حبیب اللہ نے جو اچکل رہے تھے وہیں ہے۔ حضرت کو خط لکھا تو جواب میں تحریر فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو میں مٹھاری تربت کروں گا۔ والد اسے والد سے تربت کرانا۔ میں نے وہ عقد بھی شیشہ میں جڑوا کر رکھا ہوا ہے۔ میں ان کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں۔

ہم ہر چیز سالم مانگتے ہیں۔ بیوی ہو تو سالم نہ اندھی نہ کوئی نہ بہری نہ سنگری۔ بیٹا ہو تو سالم۔ حتیٰ کہ نوکر جو تو بھی سالم۔ سالم کے معنی یہ ہیں کہ ہر عضو بھی صحیح سلامت ہو۔ اور ہر عضو میں قوت و طاقت بھی ہو۔ بعض اوقات ہفت روزہ سلامت ہوتے ہیں مگر ان میں طاقت نہیں ہوتی۔ حافظ عبدالرحمن صاحب اس مسجد میں امام تھے۔ ان کی آنکھیں بالکل سلامت تھیں۔ مگر ان میں

لور نہ تھا۔ وہ مثلاً علی اللہ تھے۔ کسی سے طمع نہ تھی۔ خود اپنے ہاتھ سے آٹا گوند کر روٹی پکا کر کھاتے تھے۔ نہ وہ کسی سے مانگتے تھے۔ اور نہ امامت کی خواہش لیتے تھے۔ نہ وہ ختم درود کے قائل تھے۔ اعلیٰ درجے کے قاری اور حافظ قرآن تھے۔ وہ دس میں جب کبھی کسی امت کے متعلق پوچھتا تو فوراً بتلاتے تھے۔ یعنی لوگ جب ان کی امامت پر اعتراض کرتے تو میں ان سے کہا کرتا تھا کہ ان خبریوں کا مالک مجھے جیسا امام لایجھتے تو میں رکھ لوں گا۔

آپ جس عقل سے دین میں کام لیتے ہیں۔ اسی عقل سے اللہ کے معاملہ میں بھی کام لیجئے۔ اگر ہم کو ہر چیز سالم چاہیے تو کیا اللہ تعالیٰ کو سالم بندے نہیں چاہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ ان بندوں کو پسند کرے گا۔ جن کے دل گندے ہوں نہ بان اور آنکھیں گندی ہوں۔ بیٹا آغا گڑ ہو اور اس کے افعال درست نہ ہوں تو ایسے بیٹے سے باپ محبت نہیں کرتا۔ باپ کو وہ بیٹا پسند ہے جس کے اعضاء و جملہ سلامت ہوں اور اعمال بھی اچھے ہوں۔ انسان کی ساری صفات کا منبع دل ہے۔ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ اگر دل سلامت ہے تو سب اعضاء سلامت ہوں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا يَنْفَعُ بَلَاءٌ ذَاكَ يُؤَدِّيْ اِلَآ مَوْتٍ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَخْتَلِفُ سَلْبًا۔ (ترجمہ) اس دن (یعنی قیامت کے دن) نہ مال اور نہ پیٹے نفع دیں گے۔ (مگر وہ شخص نفع پا سیکے) جو سالم دل لائے گا۔

قلب سلیم وہ ہے جس میں اللہ کے سوا کوئی نہ سمائے۔ خوف ہو تو اللہ تعالیٰ کا۔ محبت ہو تو اللہ کی لحاظ ہو تو اللہ تعالیٰ کا۔ باقی سب پر ان جزاات کا پڑے گا۔ مال و پیسہ اس لیے خدمت کو ہے جس کمال کی خدمت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہو گا۔ اگر نہ کی تو اللہ تعالیٰ ہو گا۔ بیوی کی اس لیے خدمت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہو

جائے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ میری ان باتوں کا آپ کے دلوں پر اثر ہو اور آپ کی اصلاح ہو جائے۔ آپ کی اصلاح ہو گئی تو ممکن ہے اس کی برکت سے میری بھی نجات ہو جائے۔ حنفیہ کا ارشاد ہے کہ:-
اَلَا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی الْخَيْرِ كَفَّارٌ۔ (یعنی کی طرف رہنمائی کرنے والا انہی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے) رہنمائی کرتا میرا فرض ہے اور عمل کرتا آپ کے ذمہ فرض ہے۔ قوت اداوی دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ہاتھ پاؤں میں نہیں ہے۔ اس لئے دل بادشاہ ہے۔ ہاتھ پاؤں اور باقی اعضاء اس کی قوت میں ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-
اِنَّ فِی الْخُسْفٰی مَاضِیَةً اِذَا خَسَفَتْ صَلَاحُ الْخُسْفٰی کَلَمَہٌ وَاِذَا فُسِدَتْ فُسَدَ الْخُسْفٰی کَلَمَہٌ اَلَا وَاَیُّ اَنْفَلٰی (ترجمہ) بے شک انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب وہ درست ہوگا تو سارا جسم درست ہو جائے۔ اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جائے۔ (خبردار اور وہ دل ہے) اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو سالم دل اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ مَنْ احَبَّ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ (اللہ و رسول کو محبت کی) یُعْطِیْ قِسْمًا وَّ مَخْرَجًا اَللّٰہُ فَتَدْرُسُ اسْتَعْمَلِ الْیَقِیْنَ (ترجمہ) جس نے اللہ کے لئے محبت کی۔ اللہ کے لئے انصاف رکھا۔ اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لئے دینے سے ہاتھ رکھا۔ تحقیق اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا) اس کے تحت اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو سب سے منقطع ہو کر ایک اللہ کا ہو کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جس سے وہ تعلق رکھنے کی اجازت دے۔ اس سے تعلق رکھا جائے۔ اور جس سے وہ تعلق منقطع کرنے کا حکم دیں۔ اس سے منقطع کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَ اِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرَکَ بِالْاَشْیَءِ الَّتِیْ بَیْنَ اَیْدِیْکَ فَلَا تَطِيعُہُمَا وَ صَاحِبِہُمَا فِی الدِّیْنِ نَبِیًّا مَّضْرُوْبًا (ترجمہ) اور اگر وہ (دوسرے والین) کو شش کریں اس بات کی کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنا سکے جس کا تجھے علم نہیں۔ پس تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر۔ اور ان کے ساتھ دنیا میں میں سلوک سے زندگی بسر کر) حضور اللہ تعالیٰ کا مافی الضمیر بیان فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

اللہ کی رضا واللہ کی رضا میں ہے۔ اور اللہ کی ناراضگی واللہ کی ناراضگی میں ہے۔

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۲۷ میں اللہ تعالیٰ اپنے قلب سلیم بندوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

لَا تَجِدُ خَلْقًا قَوْمًا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ
الْآخِرِ۔ تَوَّاءُ وَ لَیْسَ مِنْ حَآذِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلَہِ
کَاذِبًا اَبَا وھشتم آقا (خداوند) اور غیر اللہ
اَوْلَیَّکَ کُتِبَ فِیْ شَہْرِہُمُ الْاٰیٰتِ (باقی ص ۷ پر)

نماز چھوٹے پرستاروں

(از حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کا دلپوش لکچرر مقیم شاہ علی شاہی)

(۳) فرض نماز جان کر نہ چھوڑنا۔ جو شخص فرض نماز جان کر چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ کا دشمن ہے۔ بڑی ہے۔

(۴) شراب نہ پینا کہ یہ بھائی اور غش کی جڑ ہے۔

(۵) اللہ کی نافرمانی نہ کرنا کہ اس سے اللہ کا غضب اور قہر نازل ہوتا ہے۔

(۶) روزانی میں نہ بھاگنا چاہئے خواہ سب ساتھی مر جائیں۔

(۷) اگر کسی عیب کو دیکھیں جائے چھپے (طاہرین) تو وہاں سے نہ بھاگنا۔

(۸) اپنے گھروں پر خرچ کرنا۔

(۹) تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ پھینکانا۔

(۱۰) اللہ سے ان کو ڈراتے رہنا۔

لکڑی نہ پھینکانا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سے

بے فکر نہ ہوں کہ باپ تنبیہ نہیں کرتا اور ادا نہیں جو

چاہئے کہ نہ ہو۔ بلکہ ان کو حدود شرعیہ کے تحت

میں کبھی کبھی مارتے رہنا چاہئے کہ بغیر مار کے اکثر تنبیہ

نہیں ہوتی۔ آج کل اولاد کو شروع میں تو محبت کے

جو سن میں تنبیہ نہیں کی جاتی۔ جب بگڑے بڑی عادتوں

میں پختہ ہو جاتے ہیں تو پھر دھمکتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ

یہ اولاد کے ساتھ محبت نہیں سخت دشمنی ہے کہ

اس کو بری باتوں سے روکا نہ جائے۔ اور بارہی

کو محبت کے خلاف سمجھا جائے۔ کون سمجھدار اس کو

گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اولاد کے چھوڑا پھینکی کر ڈھایا

جائے اور اس وجہ سے کہ نشتر لگانے سے زخم آؤ

تخلیف ہوگی۔ حل جراحی نہ کرنا چاہئے بلکہ لاکھ بچہ

روئے۔ منہ نہ لگے اور بھاگے دوڑے۔ بہر حال

نشتر لگانا ہی پڑتا ہے۔ بہت سی حدیثوں میں ذکر کیا

گیا ہے۔ کہ بچے کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم

کر دو اور دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو۔

لہذا بچوں کی نماز کی نگرانی کرنا اور اچھی باتوں کی

ان کو عادت ڈالنا والدین کا فرض ہے۔ حضرت لقمان

حکیم کا ارشاد ہے کہ باپ کی مار اولاد کے لئے ایسی

ہے جیسا کہ کھیتی کے لیے پانی حضور کا ارشاد ہے

کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو تنبیہ کرے یا ایک صاع

صدقہ کو دے سے بہتر ہے۔ ایک صاع نفقہ یا سارے

تین سیر غلہ کا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ

تعالیٰ اس شخص پر رحمت کرے جو گھر والوں کو تنبیہ

کے واسطے گھر میں کوڑا لگائے نہ رکھے۔

گذشتہ پرچے میں فضیلت نماز کے متعلق ایک

مضمون آپ کی نظروں سے گزرا ہوگا۔ اب ارادہ

ہے کہ ترک نماز کے بارے میں بھی جو سرائیں اور عیدیں

ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں

بیان کر دی جائیں۔ یوں تو سچی خبر دینے والے کا ایک

ہی ارشاد سمجھ دار کے لئے کافی تھا۔ مگر حضور کی

شفقت کے قربان کہ آپ نے کئی کئی دفعہ اس چیز

کی طرف متوجہ فرمایا۔ کہ ان کے نام لیوا۔ ان کی امت

کہیں اس میں کوتاہی نہ کرنے لگے مگر انہوں نے اس سے

بہم حضور کے اس اہتمام کے باوجود نماز کی پڑا

نہیں کرتے اور بے غیرتی اور بے حیائی سے اپنے

کوا امتی اور اسلام کا شہید اتی بھی سمجھتے ہیں۔

حضور کا ارشاد ہے کہ نماز چھوڑنا آدمی کو

کفر سے ملا دیتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ بندہ

کو اور کفر کے طائفے والی چیز صرف نماز چھوڑنا ہے۔

دوسری جگہ ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان نماز

چھوڑنے کا فرق ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ

ابو کے دن نماز جلدی پڑھا کر۔ کیونکہ نماز چھوڑنے

سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل

کی وجہ سے وقت کا پتہ نہ چلے اور نماز قضا ہو جائے

اس کو بھی نماز کا چھوڑنا ارشاد فرمایا ہے کتنی سخت

بات ہے کہ حضور نماز کے چھوڑنے والے پر کفر

کا حکم لگاتے ہیں۔

حضرت عبادہ کہتے ہیں کہ حضور نے مجھے سات

نصیحتیں کیں۔ جن میں سے چار یہ ہیں۔

اول یہ کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ بناؤ چاہے تمہارے

مکرمے مکرمے کر دیئے جائیں یا تم جلا دے جاؤ۔

یا سونے پر چڑھا دے جاؤ۔ دوسرے یہ کہ جان

کر نماز نہ چھوڑو۔ جو بیان ہو جو کہ نماز چھوڑ دینا

ہے۔ وہ مذہب سے نکل جاتا ہے۔ تیسرے

یہ کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرو کہ اس سے حق تعالیٰ

ناراض ہو جاتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ شراب نہ پیو

کہ وہ ساری خطاؤں کی جڑ ہے۔

حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نے دس

باتوں کی وصیت فرمائی۔

(۱) یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو قتل کر

دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

(۲) والدین کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اس کا حکم کریں

کہ بیوی کو چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کر دے

حضور کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی ایک نماز بھی

وقت ہو گئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے نوک

اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔ نماز کا متعلق کرنا

اکثر یا تو مال بچوں کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ان کی غیر

شر میں مشغول رہے یا مال و دولت کمانے کے اچھے

متعلق کی جاتی ہے۔ نماز کا متعلق کرنا انجام کے اعتبار

سے ایسا ہی ہے گویا مال بچے اور مال و دولت سب

ہی چھین لیا گیا اور اکیلا کھڑا رہ گیا۔ یعنی جتنا خزانہ اور

نقصان اس حالت میں ہے اتنا ہی نماز چھوڑنے

میں ہے یا جس قدر رنج و صدمہ اس حالت میں ہوتا

ہی نماز کے چھوڑنے میں ہونا چاہئے۔ اگر کسی شخص

سے کوئی معتبر آدمی یہ کہہ دے اور اسے یقین آجائے

کہ فلاں راستہ فٹا ہے۔ اور حیرات کو اس راستہ

سے جاتا ہے تو اس کو قتل کر دیتے ہیں۔ اور مال

چھین لیتے ہیں۔ تو کون یہاں رہے کہ اس راستے رات

کو چلے۔ رات تو درکنار دن کو بھی مشکل سے اس

راستہ کو چلے گا۔ مگر اللہ کے پیچھے رسول کا یہ پاک ارشاد

ایک دو نہیں کئی کئی حدیثوں میں وارد ہوتا ہے

اور ہم مسلمان حضور کے پیچھے ہونے کا دعویٰ بھی چھوڑ

زبانوں سے کرتے ہیں مگر اس پاک ارشاد کا ہم پر کیا

اثر ہے۔ ہر شخص کو معلوم ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص دو نمازوں کو یا کسی

عذر کے ایک وقت میں پڑھے وہ کیونگا ہوں کہ روزانہ

میں سے ایک روزانہ پڑھنا چاہئے۔ حضرت علی فرماتے

ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ تین چیزوں میں تاجہ نہ کر۔

ایک نماز جب اس کا وقت آجائے۔ دوسری جہازہ

جب تیار ہو جائے۔ تیسری بے نلائی عورت جب اس

کے جوار کا خاندان مل جائے (یعنی فراغ نکاح کر دینا) بہت

سے لوگ جو اپنے آپ کو دیندار بھی سمجھتے ہیں اور گویا

نماز کے پابند بھی سمجھے جاتے ہیں۔ وہ کئی کئی نمازیں

معمولی بہانہ سے سفر کا ہو۔ مکان کا ہو۔ ملازمت کا ہو

گھر اگر اکٹھی ہی پڑھ لیتے ہیں۔ یہ گناہ کبیرہ ہے کہ

ہر کسی عذر بیماری وغیرہ کے نماز کو اپنے وقت پر نہ

پڑھا جائے۔ بے وقت پڑھنے کا بھی سخت گناہ

ہے۔

ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز

کا اہتمام کرے تو نماز اس کے لیے قیامت کے دن

لڑ ہوگی۔ اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی

اور نجات کا سبب ہوگی۔ اور جو شخص نماز کا اہتمام

نہ کرے اس کے لیے قیامت کے دن نہ نور ہوگا نہ

اس کے لیے کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ

اس کا حشر فرعون۔ ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ

ہوگا۔ فرعون کو تو ہر شخص جانتا ہے کہ کس دور ہے

ہا کا فرقا۔ سنی کہ خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ ہامان

اس کے ذرا کا نام ہے اور ابی بن خلف مکہ کے

مشرکین میں سے تھا سخت دشمن اسلام تھا۔ بوقت

سے پہلے حضور سے کہا کہ ان تین کو میں سے ایک کو

پالا ہے۔ اس کو بہت کچھ کھاتا ہوں۔ اس پر سواد ہو کر (نصوبہ) تم کو قتل کروں گا۔

حضورؐ نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا تھا۔ کہ انشاء اللہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔ اور کی رطائی میں وہ حضورؐ کو تلاش کرتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر آج وہ بچ گئے تو میری خیر نہیں۔ چنانچہ حملے کے سادے سے وہ حضورؐ کے قریب پہنچ گیا۔ صحابہؓ نے ارادہ بھی فرمایا کہ دور ہی سے اس کو مٹا دیں۔ مگر حضورؐ نے فرمایا کہ اُنے دو۔ جب وہ قریب ہوا۔ تو حضورؐ نے ایک صحابی کے ہاتھ سے برچھالے کر اس کے مارا جو اس کی گردن پر لگا۔ اور ہلکا سا خراش اس کی گردن پر آگیا مگر اس وجہ سے گھوٹے سے لڑھکتا ہوا اگرا اور اور کئی مرتبہ گرا۔ اور بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں پہنچ گیا اور ملتا تھا۔ کہ خدا کی قسم مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قتل کر دیا۔ کفار نے اس کو اطمینان دلایا کہ معمری خراش ہے۔ کوئی منکر کی بات نہیں۔ مگر وہ کہتا تھا کہ محمدؐ نے تلے میں کہا تھا۔ کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مر جاتا۔ لکھتے ہیں کہ اس کے چلانے کی آواز ایسی سنی گئی تھی جیسے کہ میں کی ہوتی ہے۔ ابوسفیان نے جو اس رطائی میں بڑے ذروں پر تھا اس کو شرم دلائی کہ اس ذرا سی خراش سے اس قدر چلتا ہے۔ اُس نے کہا کہ تجھے خبر بھی ہے کہ یہ کس نے ماری ہے یہ محمدؐ کی مار ہے۔ مجھے اس سے اس قدر تکلیف ہو رہی ہے۔ لات و عزیٰ (دوبتوں کے نام) کی قسم اگر یہ تکلیف سارے حجاز والوں میں بھی تقسیم کر دی جائے تو سب ہلاک ہو جائیں۔ محمدؐ نے مجھ سے تلے میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ میں نے اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ میں ان کے ہاتھوں سے ضرور مارا جاؤں گا۔ میں ان سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اگر وہ اس بھٹکے بعد مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں اس سے بھی مر جاتا چنانچہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے ایک دن پہلے وہ راستہ ہی میں مر گیا۔

ہم مسلمانوں کے لیے نہایت خیرت اور عبرت کا مقام ہے کہ ایک کافر بیکہ کافر اور سخت دشمن کو تو حضورؐ کے ارشاد کے سچا ہونے کا اس قدر یقین ہے کہ اس کو اپنے مارے جانے میں ذرا بھی تردد یا شک نہ تھا۔ لیکن ہم لوگ حضورؐ کو نبی ماننے کے باوجود حضورؐ کو سچا ماننے کے باوجود حضورؐ کے ارشادات کو یقینی کہنے کے باوجود حضورؐ کے دعوے کے باوجود اور حضورؐ کی امت میں فخر ہونے کے باوجود کہتے ارشادات بہ عمل کرتے ہیں اور جن چیزوں میں حضورؐ نے عذاب بتائے ہیں ان سے کتنا ڈرتے ہیں۔ کتنا بے شہتہ ہیں۔ یہ ہر شخص کے اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنے کی بات ہے۔ کوئی دوسرا کسی کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے۔ تاروں کا بھی فرعون وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ الٰہی کے

ساتھ حشر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر اپنی وجہ سے نماز میں سستی ہوتی ہے۔ جو ان لوگوں میں پائی جاتی تھیں۔ پس اگر اس کی وجہ مال و دولت کی کثرت ہے تو قارون کے ساتھ حشر ہوگا۔ اور اگر حکومت و مملکت ہے تو فرعون کے ساتھ اور فزارات دینی ملازمت یا مصالحت ہے۔ تو ہامان کے ساتھ۔ اور اگر تجارت ہے تو ابی بن خلف کے ساتھ۔ اور جب ان لوگوں کے ساتھ اس کا حشر ہو گیا۔ تو پھر جس قسم کے بھی عذاب امداد میں وارد ہوئے ہیں خواہ وہ حدیثیں حکم فیہ ہوں۔ ان میں کوئی اشکال نہیں۔ رہا یہ کہ جہنم کے عذاب سخت سے سخت ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کو اپنے ایمان کی وجہ سے ایک نہ ایک دن ان سے خلاصی ہو جائے گی۔ اور وہ لوگ ہمیشہ کے لیے اس میں رہیں گے۔ لیکن خلاصی ہونے تک کا زمانہ کیا کچھ سنسی نہیں ہے۔ نہ معلوم کتنے ہزار برس ہوں گے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے۔ تو حق تعالیٰ شانہ پانچ طرح سے اس کا اعزاز و اکرام فرماتے ہیں۔

- (۱) اس پر سے رزق کی تنگی ہٹا دی جاتی ہے۔
- (۲) اس سے عذاب قبر ہٹا دیا جاتا ہے۔
- (۳) قیامت کو اس کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دئے جائیں گے۔ اور وہ خوش و خرم ہر شخص کو دکھاتے پھریں گے۔
- (۴) وہ پل صراط پر سے بچنے کی طرح گزر جائیں گے
- (۵) حساب سے محفوظ رہیں گے۔

اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے۔ اس کو پندرہ طریقے سے عذاب ہوتا ہے۔ پانچ طرح دنیا میں اور تین طرح موت کے وقت اور تین طرح قبر میں اور تین طرح قبر سے نکلنے کے بعد۔

- دنیا کے پانچ عذاب یہ ہیں :-
- (۱) یہ کہ اس کی زندگی میں برکت نہیں ہوتی۔
- (۲) یہ کہ صلحاء کا نور اس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔
- (۳) یہ کہ اس کو میک کاموں کا اجر ہٹا دیا جاتا ہے۔
- (۴) اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔
- (۵) یہ کہ نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا استحقاق نہیں رہتا۔

اور موت کے وقت کے تین عذاب یہ ہیں :-

- (۱) ذلت سے مرتا ہے (۲) بھوکا مرتا ہے (۳) پیاس کی شدت میں موت آتی ہے۔ اگر سمرزد بھی پی لے تو پیاس نہیں بھتی۔

ت کے تین عذاب یہ ہیں :-

- (۱) اس پر قرآنی تنگ ہو جاتی ہے کہ پسیدیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ (۲) قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے (۳) قبر میں ایک سانپ اس پر ایسی شکل کا سٹھ ہوتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی جھوٹی ہو کر ناخن لوہے کے اتنے لیے کہ ایک دن پورا چل کر ان کے ختم تک پہنچ جائے۔

اس کا آواز بچنے کی کوک کی طرح ہوتی ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز صلاخ کرنے کی وجہ سے آفتاب کے نکلنے تک بے جاؤں۔ اور ظہر کی نماز صلاخ کرنے کی وجہ سے عشا تک اور عشا کی نماز کی وجہ سے صبح تک مارے جاؤں جب وہ ایک دفعہ اس کو مارتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ مردہ ستر ماہ تک زمین میں دھنس جاتا ہے۔ اس طرح قیامت تک اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔

اور قبر سے نکلنے کے بعد کے تین عذاب یہ ہیں۔ (۱) حساب سختی سے لیا جائے گا۔ (۲) خدا کا اس پر غصہ ہوگا (۳) جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

ڈھانپ لے رحمت سے اپنی اے خدا اور مجھے اپنے عذابوں سے بچا رحم فرما میرے حالی نادر پر اور جہنم سے بچا دے سرسبز احادیث میں آیا ہے کہ قیامت میں تین عداوتیں ہیں۔ ایک تو کفر و اسلام کی۔ اس میں بالکل بخشش نہیں۔ دوسری حقوق العباد کی۔ اس میں حق دانے کا حق فردہ دلوایا جائے گا۔ چاہے اس سے بچا جائے جس کے ذمہ ہے یا اس کو معاف کرنے کی سعی ہو تو اپنے پاس سے دیا جائے گا۔ تیسری عداوت اللہ تعالیٰ کے اپنے حقوق کی ہے۔ اس میں بخشش کے دروازہ کھول دیے جائیں گے۔

بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے کبھی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ اگر کوئی دیکھتا تو بیان کر دیتا۔ حضورؐ اس کی تفسیر ارشاد فرماتے۔ ایک دفعہ حضورؐ نے حسب معمول دریافت فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کے بعد بہت لمبا خواب ذکر فرمایا۔ جس میں حبشہ و دوزخ اور اس میں مختلف قسم کے عذاب لوگوں کے ہونے ہوئے دیکھے۔ مسجد ان کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا ہے۔ اور اس زور سے پتھر مارا جاتا ہے کہ وہ پتھر لڑھکتا ہوا اور جا پڑتا ہے۔ اتنے میں اس کو اٹھایا جاتا ہے۔ اور وہ سر پتھر دیکھا ہی ہو جاتا ہے۔ تو دوبارہ اس کو زور سے مارا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ بتاؤ کیا جا رہا ہے۔ حضورؐ نے اپنے دونوں ساتھیوں سے جب دریافت فرمایا کہ یہ کون شخص ہے تو انہوں نے بتایا کہ اس شخص نے قرآن شریف پڑھا تھا اور اس کو چھوڑ دیا تھا۔ اور فرض نماز کو چھوڑ کر سو جاتا تھا۔ ایک دوسری حدیث میں اس قسم کا ایک قصہ ہے۔ جس میں ہے کہ حضورؐ نے ایک جماعت کے ساتھ یہ برتاؤ دیکھا تو جبریل سے دریافت کیا۔ بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں میں سستی کرتے تھے جو لوگ نماز کے اوقات معلوم کرنے کا اہتمام رکھتے ہیں۔ ان میں ایسی برکت ہوتی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں۔

از جناب لالہ محمد حسن خان صاحب سیکنڈ ماسٹر
شاہ کوٹ

عدل و انصاف

(۲)

کی حیثیت سے انصاف و عدل کے مستحق ہر مضبوط کھڑ
رہو۔ اور تمہارے معیار انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ
تم اپنے خون کے پیاسے دشمنوں کے ساتھ معاملہ کرتے
ہوئے بھی انصاف پر قائم رہو۔ کیونکہ تقویٰ کا
جوہر اسی عمل میں پنہاں ہے۔

سطور بالا کی روشنی میں ہم سرور دو جہاں
امام انس و جان، مبارک زندگی اور آپ کے صحابہ کرام
کے حالات پر ایک سمری نظر ڈالتے ہیں۔

زباں پر بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے لطف نے بوسے مری جان کیلئے
خدا نالے کی شانِ وحدیت کا یہ بھی ایک کرشمہ
تھا۔ کہ صدیوں سے جس خلاصہ موجودات کی آمد
کا انبیاء کرام سے اعلان کر دیا گیا۔ جب وہ مطلع شہود
پر جلوہ گر ہوئے۔ تو پیدائش سے پہلے باپ کا سایہ
سر سے اٹھ چکا تھا۔ اور والدہ ماجدہ یوگی کی جاوید عصمت
آثار اور سے ہوئے نہیں۔ ایام رضاعت کے آغاز میں
ہی حلیمہ سعدیہ جو بدوی گھرانے کی ایک مسکین خاتون تھیں
عرب کی قدیم رسم کے مطابق آمنہ کے لال کو دودھ پلانے
کے لئے لے گئیں۔ حضرت سعدیہ کا بیان ہے کہ میں
ایک طرف سے اپنے بچے کو اور دوسری طرف سے
سرور کو نبی کو دودھ پلاتی تھی۔ مگر جب بھی حضور اکرم
کو اپنے رضاعی بھائی کی طرف کا دودھ پلانے کی
کوشش کرتی۔ تو آپ منہ موڑ لیتے۔ گویا سید الانبیاء
ماں کی گود میں بڑے عادل تھے۔

جنگ بدر کا موقعہ آیا۔ تو عبداللہ کے درہم
کی سپہ سالاری کا یہ پہلا دن تھا۔ مدینہ منورہ سے
روانہ ہوئے۔ تو سواری کے لئے صرف چند اونٹ
اور اتنے ہی گھوڑے تھے۔ ٹوٹی ہوئی زبردیں پہنے
ہوئے رشک قدسیاں مساکین مگر چیدہ روزگار مردان
کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ چھ چھ سات سات صحابہ کرام کے
پاس صرف ایک ایک سواری تھی۔ حضور اکرم بھی اپنے
ساتھیوں کے ہمراہ اپنی باری سے سوار ہوتے تھے۔
جاں نثاروں کی محبت کا تقاضا تھا۔ کہ ان کے آقا
اور کائنات انس و جان کے آرام جہاں ایک اونٹ
پر مستقل طور پر سوار رہیں۔ مگر کانی کالی والا سپہ سالار
اپنے فدا کاروں کو یہ کیکر خاموش کر دیتا تھا۔ کہ میں
بھی تمہاری طرح ثواب کا محتاج ہوں۔ لہذا یہ سفر ساری

سربچہ ماں کی آغوش محبت میں پلتا ہے۔ اور
ہر قطرہ نیساں صدف کے سینے میں رہ کر گوہر غنیاں
بتاتا ہے۔ اسی دستورِ فطرت کے مطابق عدل و انصاف
کے صالحہ جذبات قلبِ مومن میں ہی پرورش پا سکتے
ہیں۔ اور پھر مرد مومن ہی ان جذبات کو حسنِ عمل
کی برکت سے اپنے لئے نجات داریں کا ذریعہ بناتا
ہے۔ عدل و انصاف کی کار فرمائی بنی نوع انسان کے
لئے امن و آشتی کا عالمگیر پیغام رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے انسانی دل و دماغ میں لاتعداد جوہر پیدا کئے ہیں۔
اور اس کو بیشمار حسنات سے نوازا ہے۔ منجملہ عدل
کا جوہر اللہ تعالیٰ کی ذاتِ ارش و اعلیٰ کا خاصہ ہے
وَاللّٰهُ يَفْضِلُنِي بِالْحَقِّ (سورہ المؤمن) گناہ و شخص جو اپنی
زندگی میں اس مبارک صفت سے محض نظر آئے۔
و راصل وہی مرد کامل متعلق باخلاق اللہ کہلانے کا
سراوار ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں پروردگارِ عالم
کی صفتِ عدل کے عکس کو قبول کرنے کی صلاحیت
موجود ہوتی ہے۔ اور جس قدر کوئی شخص معاملات میں
انصاف پرور نظر آئے گا۔ اسی قدر وہ مقرب الہی سمجھا
جائے گا۔ اور جتنا کوئی انسان اس خدائی نور سے محروم
ہوگا۔ اتنا ہی وہ ظلم و عدوان کا مرتکب ہونے کے
سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور خیال کیا جائیگا
ارشادِ نبوی ہے۔ قیامت کے دن جب کہ خدا تعالیٰ
کے سایہ کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ سات
شخصوں کو خدا تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔
یعنی میں ایک شخص امام عادل ہوگا۔ دوسری جگہ ارشاد
ہے۔ "الظلم ظلماتٌ لیوم القیامۃ" ظلم قیامت
کے دن بیت سے اندھیرے بن جائیگا، انبیاء کرام
کی مبارک ہستیاں جن کے دل خالقِ کون و مکان
کے تیر عدل کی شعاعوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی
پوری پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ دروازہ الہی سے
قریب ترین جگہ پاتے ہیں۔ کیوں کہ ان کا فیضانِ عوام
خواص اور احباب و اغیار کے لئے یکساں ہوتا ہے
قرآن مجید نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں حکمِ خداوندی
کا جامہ پہنا دیا ہے۔ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
بِأَنَّكُمْ تَخْلُقُونَ أَلْفًا مِّنْكُمْ شَهِيدًا وَلَا يَجُوزُ مَعَكُمْ شَهِيدًا
قَوْمٌ عَلَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا أَعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ
الْمَشْفُوعِي (سورہ باندہ) اے ایمان والو۔ تم خدائی گواہ

طرح مساویانہ تقسیم اوقات و منازل سے ختم ہوا۔
حقیقت میں نگاہوں میں زندگی کا یہ مقدس نقشہ اقوم
عالم کے لئے عدل و انصاف اور ہر روزی نوع کا ایک
عملی درس تھا۔ جس کی تفسیر پیش کرنے سے انسانی تاریخ
یکسر قاصر ہے۔

صحابہ کرام کی مبارک جماعت آقاؐ کے مدنی کی
زندگی کا پورے جذب و جنوں سے اتباع کر رہی تھی
لہذا حضرت عمرؓ کی خلافت کا وہ واقعہ جب آپ
بیت المقدس کے محاذ پر دستخط کرنے کے لئے وہاں
تشریف لے گئے تھے۔ اسی نبوی تربیت کا ایک ہلکا
ساخا کہ تھا۔ سطحِ زمین پر بسنے والی مخلوق عدل و انصاف
اور مساواتِ حقوق کی ایسی عملی تصویر کبھی نہیں دیکھی
کہ خلیفہ دوم جن کے نام نامی کی ہیبت سے قہر و کسری
تختوں پر بیٹھے ہوئے کا پنا کرتے تھے۔ فلسطین کے سفر
میں خدم و حشم سے بے نیاز ہو کر صرف ایک غلام کو
ساتھ لے کر روانہ ہو پڑے۔ اور منازلِ سفر اس انداز
سے طے کی جاتی ہیں کہ ایک منزل پر آقاؐ سوار او
غلام مہار پکڑے ہوئے جا رہا ہے۔ دوسری منزل
پر اونٹ خالی ہے۔ اور آقاؐ و غلام پیدل چل رہے
ہیں۔ اور تیسری منزل پر آقاؐ اونٹ کی مہار تھامے
ہوئے آگے آگے پیدل چل رہے ہیں۔ اور غلام سوار
ہے۔ اور پھر نیرنگ ساز قدرت کو یہ واقعہ قیامت
تک کے آقاؤں کو دکھانا مقصود تھا۔ کہ جب
بیت المقدس میں داخلے کی ساعت آئی۔ تو عیسائی
یہودی۔ مجوسی اور اہل اسلام سارے کے سارے
خلیفے کے استیصال کے موقعہ پر اپنی آنکھوں سے
دیکھ رہے تھے۔ کہ عدل و انصاف کا پتلا۔ رسولِ شعی
کا بدوی سپاہی اور اسلام کا فاروقی انظر جو نصف
سے زیادہ ملک عرب کو فتح کر چکا تھا۔ اونٹ کی
مہار پکڑے ہوئے آگے آگے جا رہے ہیں۔ اور اس کا
غلام اونٹ پر سوار ہے۔

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے۔
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے (اقبال)
یہ وہ انسان ہیں جن کی برکت سے نماز کی
صفوں میں گھروں کی چار دیواری ہیں۔ گلی کو چوں
میں سفر و حضر میں غرض کہ زندگی کے ہر میدان میں
اسلامی مساوات، مواخات کے انوار چمکتے ہوئے
نظر آتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ
کے سامنے ہر عمل کے لئے جوابدہ سمجھتے ہیں اور
اس کی ہر وقت دیدہ نگراں کا تصور ان کو ہر اس
ترساں رکھتا ہے۔ کیونکہ رانہ حلیم بدلت
الصل و در اور (وہو اللطیف الخبیر) کا
یقین دلوں میں جو ہر خنیت پیدا کرنے کے لئے
کافی ہے۔

دوسری طرف اسلام کے معترضین کس قدر
تعصب اور نا انصافی سے کام لیتے ہیں۔ جب
(باقی صفحہ ۱۹ پر)

رقمزدہ حضرت مولانا محمد اہل صاحب خطبہ جامع مسجد قلعہ گوہر سنگوہہ لاہور۔

تمام الدین حضرت مولانا خلیل اللہ صاحب بانی نئی مولانا عبدالرشید صاحب
 ری اسلام آباد مولودنی اسلام کا سوا نہ کیا ہے اور مولودنی کی سہولت
 کہ مولودنی کے لئے کون کون کا باطل پرست اسکے لئے
 مولودنی کے عقائد باطل کا جو مجموعہ پیش کیا ہے وہ حق و باطل کا
 بڑی عمدہ غلام کے ذریعے بھی شامل ہیں۔ یہیں ان عقائد کے مسمانی اسلام
 کا پتہ کیے اور مطبوعات کتبہ نوائے پاکستان میں منسلک ہو کر
 مولودنی کے عقائد باطل کا جو مجموعہ پیش کیا ہے وہ حق و باطل کا

هو الله عز وجل في حقنا حضرت الامام مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ ہر شخص
اس دینی نگار کے ہر فقرہ قرآن مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مضمون میں اپنے تحریر
کیا ہے کہ اگر آپ میری دعا گزارے گا تبھی باغ میں اگر نماز گزارے گا کہ عوام
حضرت مولانا خلیل اللہ بانی جی نے وہ اس سے ثابت کیا ہے کہ مفسر قرآن نے
اللہ کے علاوہ اس دینی نگار کے ہر فقرہ میں شیعہ کلمہ نہیں لکھا ہے بلکہ یہی دلیل ہے
اس کی ہے کہ مولانا کے ہر فقرہ میں شیعہ کلمہ نہیں لکھا ہے بلکہ یہی دلیل ہے

بعض شاہان ہند حالات

حکمران طبقہ کیلئے دعوتِ کرم :-

(از مولانا ظفر الدین صاحب)

سلطان شہاب الدین غوری کے متعلق مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس کی علامت سے بڑی عقیدت تھی اور دین سے گہرا تعلق تھا۔ امام غزالی کی رازی کے متعلق بیان ہے کہ یہ محلِ شاہی میں تشریف لاتے اور وہ غور فرماتے چنانچہ ایک دفعہ آپ نے سلطان کو دورانِ وعظ میں خطاب کر کے فرمایا :-

”اے بادشاہ! نہ میری یہ حکومت باقی رہے گی، اور نہ مادی کی یہ تلبیس رہیگی اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ سلطان پر ان فقروں کا یہ اثر ہوا کہ اسے سارے روتے لگا، اور اتار دیا کہ دیکھنے والوں کو رحم آتا تھا۔“

جس سلطان کا دل خشیتِ الہی سے اس قدر معمور ہو، بھلا بتلایا جائے کہ وہ اپنی بیباک اور ملک کے حق میں گفتا اچھا بادشاہ ہوگا۔ اور اس کا اثر پورے ملک پر کیسا خوشگوار پڑتا ہوگا۔ ہمارے اس زمانہ کے معمولی مالدار کبر و نخوت سے سر بڑھا کر کے جلتے ہیں اور ان کے سامنے خدا کا نام لیا جائے تو غصہ سے ان کی رگیں پھوٹنے لگتی ہیں۔

سلطان غوری کے جسمانی اولاد میں صرف ایک روطی تھی، کوئی روطا نہ تھا۔ مگر اس کے شوق کا عالم یہ تھا :-

”غلام خریدتا اور خاص طور پر ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتا تھا، اس سلسلہ میں اس کے چالیس غلام ایسے تھے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بہترین تربیت سے بہرہ مند تھے۔ سلطان انہی کو اپنی جسمانی یادگار سمجھتا تھا۔“

سلطان مکارم اخلاق کا پیکر کہا جاسکتا ہے۔ اس نے ایسا کام کیا جو کام تاریخ میں اس سے پہلے شاید ہی کسی نے کیا ہو۔

سلطان شمس الدین ایتھس میں بہت خوبیوں کے ساتھ ایک بڑی خوبی یہ تھی، کہ وہ وعظ سننے کا بڑا مشتاق تھا۔ اور مفت میں ایک دن ایسی مجلس منعقد کرتا جس میں لوگوں کو اس کی ذات پر تنقید کی پوری آزادی ہوتی۔

ایسے مسلمانوں کا عروج و زوال ص ۲۲۶

”سیرالعاریفین کی روایت ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد سلطان اپنے محل میں ایک اجتماع منعقد کرتا تھا جس میں اکابر و اشراف مشائخ شریک ہوتے تھے، اس اجتماع میں شرکاء بزم پوری آزادی سے بادشاہ اسلام کے فرائض و واجبات پر اظہارِ خیال کرتے، اور بادشاہ ان سب کو بڑی توجہ اور دیکھی سے سنتا تھا۔“

فرمایا جائے اب کوئی بادشاہ امیر اور ملکہ اس زحمت کے لیے تیار ہوگا، اپنے اوپر آج کل کوئی بڑا آدمی تنقید پسند کرتا ہے؟ التمش کا یہ طریقہ بہت مناسب اور مفید تھا۔ خود اس کے لیے بھی اور بیباک کے لیے بھی ہمارے اس زمانہ کے ارباب حکومت کو بھی یہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ اس سلطان کے بارے میں لکھا ہے کہ نہ کہ الہی میں پوری پوری رات بیدار رہتا ہے۔ برائے نام سوتا تھا۔ بابا فرید کا بیان ہے :-

”اعتقاد کا بڑا مضبوط تھا۔ رات رات بھر جاگ رہتا، کوئی اسے نیند میں غافل نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب دیکھتے عالمِ بخت میں کھڑا ہے ساگرِ تھوڑی دیر سوتا تو پھر خود بیدار ہوتا۔ بستر سے اٹھتا۔ پانی لیتا اور وضو کر کے مصیٰ پر کھڑا ہو جاتا، رات میں کسی خدمت گزار کو نہیں جگاتا تھا، اور کہتا کہ آرام کرنے والوں کو کیوں زحمت دے؟“

اب تو اس زمانہ کے علماء کرام میں بھی یہ اہتمام بہت کم رہ گیا ہے۔ تو جوان علماء کرام کی حالت اس سلسلہ میں اور بھی ناگفتہ بہ ہے، اور خاندانی پیر اور پیر نادول کی حالت، الامال، الحفیظ، ان کا ظاہر جتنا اچھا، ان کی پوشاک جتنی زرق برق، عموماً ان کا باطن اسی قدر تاریک، گندہ اور الماشوں سے معمور ہوتا ہے ہاں کچھ لوگ ضرور ایسے ہیں۔ جن میں سوز و گداز، اور بے چینی اور تڑپ ہے، ممالک اسلامیہ کے ارباب حکومت کے لیے اس واقعہ میں بڑا اثر سبق ہے۔ کاش وہ اسے غور سے پڑھیں۔ ہمارے حکمران طبقہ (پاکستان) کو خصوصیت کے ساتھ اس واقعہ سے سبق لینا چاہئے۔ جو فرائض تک گوارا نہیں کرتے۔

ایسے مسلمانوں کا عروج و زوال ص ۲۲۷

۳۰ ستمبر ۱۹۵۵ء

سلطان ایتھس کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

سے بڑی عقیدت تھی۔ اور یہ سب عشقِ الہی کا نتیجہ تھا اس سلسلہ کے ایک واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کو مرنے کے بعد اپنی نجات کی بڑی فکر تھی۔ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے :-

”ایک رات سلطان مجھ دعا گو کے پاس آیا اند آتے ہی میرے پاؤں پکڑ لیے میں نے کہا کیا کوئی تکلیف ہے؟ اگر کوئی حاجت ہے تو بیان کیجئے سلطان نے جواب دیا حاجت تو اس خدا کے فضل و کرم سے جس نے مجھ کو یہ مملکت اور سلطنت دی ہے، کوئی نہیں ہے مجھ کو صرف یہ بتا دیجئے کہ قیامت کے روز مرا حشر کس گروہ کے ساتھ ہوگا؟“

نجات کی فکر بڑی فکر ہے۔ جس کو آخرت کا اس قدر کھٹکا ہو۔ اس کے قلب کا حال کیا ہو چھنا اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایتھس واقعی سلطانِ وقت تھا۔ ایسے ہی سلطان کی دنیا کو ضرورت ہے جس ملک کے بادشاہ کا یہ حال ہو، کھلی بات ہے اس ملک پر اپنے بادشاہ کا کچھ نہ کچھ ضرور اثر ہوگا۔ کیونکہ مشہور ہے :- ”الناس علی دین ملوکہم“

خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور جنازہ لایا گیا تو خواجہ ابو سعیدؒ نے کہا کہ حضرت خواجہ کی وصیت ہے

”مرے جنازہ کی نماز صرف وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی زنا نہ کیا ہو اور عصر کی سنیں اور تکبیر اولیٰ ترک نہ کی ہوں۔“

اس مجمع میں سلطان ایتھس بھی موجود تھا۔ اب لوگوں انتظار میں رہے کہ ایسا شخص جمع سے نکلے اور جنازہ پڑھائے، سلطان خود بھی اسی انتظار میں رہا۔ مگر اس میں نا کامیابی ہوئی پھر کیا ہوا؟

”لیکن آخر جب کسی شخص نے نماز جنازہ میں امامت کرنے کی ہرأت نہ کی تو سلطان خود آگے بڑھا اور دلا میں اپنی نمازوں کی تشہیر اور نماز میں سنیں کیا، لیکن حضرت خواجہ صاحب کی وصیت کی تعمیل بہر حال ضروری ہے، یہ کہ سلطان نے نماز پڑھائی اور جنازہ کو کاہنجا دیتا ہوا قبرستان لے گیا۔“

اس زمانہ میں ایسے سلطان قوم و ملک کو کہاں نصیب ہوں گے؟ اب متقی، پیر سیرگاسا اور باغی سلطان اور درویش ستھس۔ ہاں ظالم و جاہل فاسق و ناجائز اور گنہگار کی کمی نہیں۔ ہم تو دن رات سننے میں کہ عہدہ اور مرنے کے نال و نہ پیرکاری میں جہلا میں عیاش ہیں۔ اور اسی عیاشی کی خاطر بڑی بڑی بیاضیاں لے رہے ہیں۔ تو بتایا جاسے چپ بڑوں اور سکڑاؤں کا یہ حال ہوگا تو قوم اور ملک کے دوسرے افراد کا کیا

ایسے مسلمانوں کا عروج و زوال ص ۲۲۸

بقیہ میرا نام جہالت

چھڑوانے اور اپنی عورتوں سے ڈھونڈ پرگیت گوانے سے منع کرنے یا عرسوں زیادہ توں، تعزلیوں وغیرہ میں تھوڑا کو بن سہوار کر جانے کی اجازت دے، یا زیادہ توں اور ہندگوں کے مزاروں پر محال طباق چڑھانے اور طواغیٹوں سے گنا گوانے اور چراغان وغیرہ کرانے کو مہربانے۔ یا جو تعزلیوں پر مہدی۔ الم اور تہوں پر کا گرھیاں۔ چادر رومانی وغیرہ کے چڑھانے کو برا اور فضول سمجھے یا جو کسی پچھلے فحاشی میں دال کجوری پوری پر اٹھے انداز۔ مرغ۔ بریش۔ شربت کے مخصوص کر دینے کو بدعت بتائے یا حرم کے پچھڑے یا دوسری قسم کے فاحشوں کے کھانے کو تبرک سمجھ کر ایس ہی میں بانٹ کھانے کو ہر سمجھے اور صرف غریبا مالکین و مستحقین ہی میں تقسیم کر دینے کی رائے دے، یا جو عورتوں سے خلوت اور خلوت میں پیروی کی خدمت کرانے کو ہر جانے یا پیروی کی خدمت کرانے کو ہر جانے یا پیروی کا بوطہ ہی چوان عورتوں کے پاس جانے یا ان عورتوں کا بے پردہ پر صاحب کی خدمت میں آنے کو عیب قرار دے۔ یا کسی نمائشی پیرچی کی مجلس سماج میں ڈھونڈ کی تالی پر دھار کرانے اور توال کی تان اڑانے پرست و بے خود ہو جانے کو ایک مکاری تبتے یا بچوں کے پیدا ہونے پر چھٹی و آخر شمار کی رسم ادا کرنے کو ایک بے سود کام سمجھنا یا بے مہیاں کو پورے اور بھوت چڑیل کو بانٹنے کو کارحمانت بتائے یا جو بڑے پر صاحب کے جو کچھ چراغ جلانے شاہ مدار کی بدھی چوٹی کی رسم ادا کرنے اور مہیاں کو ادائی اور شیخ سلوک کے کرے کرنے کو شرک قرار دے یا کسی کے مرے پیچھے خوب دھوم دھام سے اس کے چالیسوں وغیرہ کے فاتحہ کر کے ذات برادری اور عزیز اقارب کو کھانا کھانا فضول خرچی سمجھے یا جو تعزلیوں اور مزاروں پر اپنی مرادیں ملنے یا پیروں سے رزق و اولاد وغیرہ مانگنے کو شرک بتائے یا جو حرم میں تاشے، باجے، گاجے کے ساتھ بڑے بڑے جلوس نکالنے کو ناجائز قرار دے۔ یا جو شب برات کی آتش باری اور اسی قسم کی بہت سی رسموں کو ہر ایتائے، وہ یقیناً دیوانی ہے اور بزرگوں کا زبردست منکر ہے۔ لہذا اگر تم اپنی عاقبت محفوظ رکھنا چاہتے ہو۔ تو ہمیشہ ان لوگوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو۔

الغرض ہم نے اپنے بہت سے مردوں کو ان جوئے موجود کی جانب سے اپنے ہوشیار ایجنٹوں کے ذریعے اس قسم کی بہت سی باتیں سکھا کر بہت کچھ برگشتہ اور ہوشیار کر دیا ہے۔ اور میں اُمید کرتی ہوں کہ اگر میرے سپوت فرزند میری ان چند نصیحتوں پر عمل کرتے رہے تو پھر ہندوستان میں ہماری حکومت کسی طرح بھی کمزور نہ ہو سکے گی۔ اور نہ ان میرے سایہ پروردہ کے عیش و تفریح کے تمام سانسو سائیاں میں کسی طرح کا فرق آئے گا۔ دربار باب ضلالت کی سچی خاور جہالت ہیگم

خلق عظیم

ہو گئیں سرکار نے فرمایا۔ میں نے تم لوگوں کو معاف کیا! کفار ان مکہ کے قلب حضور کے خلق عظیم کی روشنی سے جگمگا اٹھے۔ ایک بار سرکار والا تیار کہیں تشریف لے جانے کے لیے اٹھے۔ ایک اعرابی نے آکر سرکار دعو علم کی روئے مبارک اس زرد سے کھینچی کہ سرکار افسر کے گھوڑے نازک میں خراشیں آگئیں۔ لیکن ہادی اعظم کے "خلق عظیم" نے اعرابی کو سرزنش کرتا گوارا نہ فرمایا۔ بلکہ کمال خلق سے استفسار فرمایا۔ "تو سے تم کیا چاہتے ہو؟"

اعرابی نے کہا میرے ان دونوں اونٹوں کو سفتے سے بار کر دیجئے۔ آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا اور فوراً اعرابی کے دونوں اونٹوں پر غلہ بار کر دیا گیا۔ اللہ اللہ حضور اکرم کا خلق عظیم! حضور ہمیشہ دشمنوں پر ہرانی فرمائے ملک کو ہرنج کے بعد اہل ملک کی جان و مال اور حقوق کی نگہداشت فرمائے۔ میتوں۔ غریبوں۔ یتیموں۔ بیسوں، یتیموں اور بڑھیل کی خبر گیری کرتے۔ خود فاقہ فرمائے اور دوسروں کو کھلاتے۔ امیر و فقیر۔ شاہ و گدا کی سرکار والا تبار کی بارگاہ مقدس میں کوئی تخصیص نہ تھی۔ حضور کی شمع اخلاق سب پر میناں روشنی بکھرتی تھی۔ جس کی کرنیں آج تیرہ سو سال کے بعد بھی دھیمی نہیں ہیں۔ وہی تالش ہے اور وہی رخشندگی!

روئے اطہر کی مقدس جالیوں سے شمع خلق کے انوار چمن چمن کے چارہ رنگ عالم کو منور بنا دیتے ہیں اور نااہل منور جلتے رہیں گے۔

"روحی ندک یا رسول اللہ"

(امین)

مسجد آدم!
چپے چپے جہاں کا چھان لیا
کس کے آگے جھکاؤں اپنا سر
جز ترے کچھ نظر نہیں آتا
تجھ سے لے رب کوئی نہیں بہتر
(سرشار بہادر پٹھری)

آنحضرت سرور کائنات معجز موجدات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات جامع صفات کمالات تھی۔

رحمت تمام میں جو فضائل اور خوبیاں تھیں وہ اتم اور اکمل تھیں۔ جس طرح حضور انور پر نبوت و رسالت ختم ہوئی۔ اسی طرح جمہ کمالات اور صفات عالیہ کا بھی خاتمہ ہوا۔ من جملہ صفات و کمالات آنحضرت رسول اکرم کے ایک صفت "خلق عظیم" بھی ہے۔ جس کے لیے قرآن عظیم کی آیت مبارکہ "وانک تخلق خلق عظیم" بڑی حال کہہ رہی ہے مومنو۔ ہادی اعظم کے "خلق عظیم" کا پرچم مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک۔ فضائوں میں لہرایا اور ابد تک لہرا رہے گا۔ جس کی منہ تابی اور تابانی نے تیرہ دلوں میں اسلام کی روشنی بکھیری۔ اور وید کو کور کو جینی کی دولت بخشی۔ ابتدائے اسلام میں آنحضرت کے ساتھ تیرہ قلب و کور نظر اہل مکہ نے وہ سلوک کئے۔ جن کے دہرانے سے جذبات صاف تہ کو تھیں گتھی ہے۔

لغزوہ یا لشمن خالک۔ ہادی اعظم کے راستوں میں کانٹے بچھائے گئے۔ گندگی بچھائی گئی۔ طرح طرح کی تکلیفیں پہنچی گئیں۔ صحابہ اکرام پر ظلم ڈھائے گئے۔ عاشقان حضور کو ایذا پہنچائی گئیں۔ حرب کے جلتے ہوئے رنگ پر لٹایا گیا۔ دے دے لگائے گئے۔

مگر کبھی بھی اس ہادی اعظم کی زبان فیض ترجمان پر بددعا کے کلمات نہ آئے۔ فتح مکہ کے بعد سرکار دوعالم نے کفار ان مکہ کو طلب فرمایا اور فاتحانہ انداز میں انہیں غصنا انداز میں ارشاد ہوا:-

"تم لوگوں نے ہم لوگوں پر جو سبکی کی حالت میں نافرمانی کی تھی، تم ہی انصاف سے کہو ان کا بدلہ تم سے کس طرح لیا جائے۔"

ہادی اعظم کی زبان فیض ترجمان سے یہ جملے سن کر کفار ان مکہ عرق انفعال میں غرق ہو گئے۔ اور سب نے اظہارِ مذمت کرتے ہوئے عرض کیا "یا رسول اللہ! ہم خطا و لغو ہیں اور ہر اس سزا کے سزاوارہ ہیں جو حضور ہمارے لئے تجویز فرمائیگی۔"

سرکار دوعالم کا "خلق عظیم" کفار ان مکہ کے جواب سے خوش میں آگیا۔ حضور کی حکمت مبارک منت اک

سفرنامہ یورپ

(۱۳)

روم (اٹلی)

(از جناب خان عبدالحمید خاں صاحب "فیوض کبیر" لاہور)

۲۲ جون کو ایٹنٹر سے صبح ۸ بجے ٹی۔ اے۔ ای کے جہاز میں سوار ہو کر گیارہ بجے کے قریب روم پہنچ گئے۔ اس جہاز میں ساڑھے کے قریب مسافروں کی نشستیں تھیں۔ جو بہت آرام دہ اور کشادہ تھیں۔ کمپنی کی بس نے ہوائی اڈہ سے اپنے دفتر تک پہنچانے کے لیے ہر سوار ہی سے پانسو لیرا وصول کیے۔ ان کے دفتر سے ایک علیحدہ ٹیکسی لے کر ریوولی ہوٹل میں پہنچے۔ کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ سامان رکھتے ہی کھانا کھا کر نماز پڑھی۔ اور تین بجے بعد دوپہر سفری سروس کی موٹر کوچ میں انگریزی دان گائیڈ کی معیت میں میٹر گئے۔ اس میں کوئی پچیس سواریاں تھیں۔ پندرہ سو لیرا فی کس کرایہ لیتے ہیں۔ جس میں بس کا کرایہ۔ گائیڈ کی خدمات اور اگر کسی جگہ داخلے کا ٹکٹ ہو تو وہ بھی شامل ہوتا ہے۔

روم کی تاریخ

مشہور ہے کہ اس کی بنیاد رومولس نے ۷۵۳ قبل مسیح رکھی۔ رومولس رومن ویوٹا ماریٹ کا بیٹا تھا۔ اور اسے ایک مادہ بھیڑیے نے پالا تھا۔ رومولس نے روم کا شہر دریائے ٹائبر کے بائیں کنارے پر آباد کیا۔ تقریباً ۲۴۴ سال تک یہاں سات بادشاہوں کی حکومت تھی۔ اس کہانی سے مجھے لاہور کی کہانی یاد آگئی۔ جس میں کہا جاتا ہے کہ لاہور اور قصور کی بنیاد رام چند راجہ کے دو بیٹوں لاہو اور کسور نے رکھی۔ لاہور نے لاہور آباد کیا اور کسور نے قصور۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لیکن کہانی سے اتنا ضرور واضح ہو جاتا ہے کہ روم کو بنے آج ۲۴ سو برس ہو گئے ہیں۔ جس کی نسبت مشہور عالم انگریزی مورخ گگن نے اپنی تاریخ زوال سلطنت روم ۶ جلدوں میں لکھی ہے۔ اسی شہر سے سلطنت روم کا شروع اور زوال وابستہ ہے۔ جس کی وسعت بحیرہ روم سے لے کر بحر اوقیانوس اور بحیرہ بالٹک تھی۔ انگلستان کا جزیرہ بھی ان کے زیر نگیں تھا اور آج بھی ان کی بنائی ہوئی عمارتوں کے کھنڈرات انگلستان میں موجود ہیں جو لیس سو راہ اس کے مجتہدے اوگسٹس سیزر کے زمانے میں یہ سلطنت اپنے انتہائی عروج پر تھی اور اس وقت کی تہذیب دنیا کا مرکز بھی شہر روم تھا۔ تمام ملکوں کے لوگ آتے۔ کوئی سفیر یا زائر کی حیثیت سے کوئی غلام لانا کہ اور کوئی قیدی ہو کہ۔ اس وقت کی عمارات، کے کھنڈرات آج بھی اس زمانے کی عظمت کے شاہد ہیں۔

روم کی مذہبی حیثیت

مذہبی حیثیت سے بھی روم کو

مرکزیت حاصل ہے۔ یہ یورپ کی رہائش گاہ جو دین کے نام سے مشہور ہے دنیا کی سب سے چھوٹی لیکن سب سے مضبوط حکومت ہے۔ یورپ رومن کیتھولک عیسائیوں کا سب سے بڑا مذہبی راہنما ہے اور تمام دنیا کے رومن کیتھولک امیر ہوں یا غریب۔ شاہ ہوں یا گدا یورپ کے احکام ماننے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق یورپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جانشین ہے اور ان کے تمام گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ یورپ کے احکام کی بجا آوری باعث فخر سمجھتے تھے۔ اور یورپ جسے چاہے تخت سے اتار یا بٹھا دے کسی کو یہ مجال نہ تھی کہ اس کے احکام سے سر باز کرے۔ لیکن یورپ کا یہ طلسم لوختر ایک جرم یادری نے توڑ دیا۔ اس نے پروٹسٹنٹ فرقہ کی بنیاد رکھی۔ پادریوں نے لوختر کے حامیوں پر بے حد ظلم و ستم کیے۔ انھیں زندہ جلا دیا گیا۔ قید و بند کی اذیتیں دی گئیں۔ لیکن ان کی تعداد طبیعتی آہی گئی اور آج جرمنی۔ انگلستان۔ امریکہ۔ سوئٹزرلینڈ۔ آسٹریا اور کئی دوسرے بڑے ممالکوں میں کیتھولک عیسائیوں سے کہیں زیادہ ہے۔ روم گر جاذب کا شہر ہے اور یہاں اتنے گرجے ہیں کہ اگر کوئی شخص مہینوں تک اپنا پیر لپے اور گرجے ہی دیکھتا رہے تو بھی ختم نہ ہوں گے۔

مسولینی کا خواب

قدیم رومن اپنی عظیم سے پہلے جب رسولینی اٹلی میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوا تو وہ رؤیائے الکبریٰ کے خواب دیکھ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ روم کو دوبارہ وہی عظمت حاصل ہو جائے جو کبھی سلطنت روم کو تھی۔ لیکن اسکا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا۔ اور وہ رؤیائے الکبریٰ کی حسرت دل ہی میں لے کر موت کی نیند سو گیا۔

اطالوی لوگ

فنون لطیفہ میں اطالوی لوگ تمام یورپین قوموں سے زیادہ ماہر ہیں۔ گانے اور ساز بجانے میں انکا کوئی نہ مقابل ملنا مشکل ہے۔ اطالوی کھانا پکانے اور مہمان نوازی میں بھی اپنی مثل آپ ہیں۔ اسی لیے یورپ کے تمام ممالکوں میں اطالوی گیتے۔ سازندے اور مہاجر پائے جاتے ہیں۔

صنعت و حرفت میں اطالوی لوگ فرانسیسی۔

جرمن۔ انگریزوں اور دوسری قوموں سے بہت پیچھے

ہیں۔ تاہم یہاں ریشم کی صنعت اور بجلی کے آلات۔

موٹریں۔ پنکھے وغیرہ بنانے کا کام اور شراب کی کشید بڑے پیمانہ پر ہوتی ہے۔ اطالوی زیادہ تر زراعت پیشہ ہیں اور دریائے لمبارڈی کے طاس میں مشینوں سے کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں۔

موجودہ روم

اگرچہ روم بہت قدیمی شہر ہے۔ مگر تین سو سال قبل اسکو وہ اہمیت حاصل نہ تھی جو آج ہے۔ اس وقت یہ عالم تھا کہ کسی نووارد کو رہنے کے لیے سرائے تک میسر نہ تھی۔ لیکن آجکل ہر سال لاکھوں سیاح اس شہر کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ جن کے قیام و طعام کے لیے کئی شاندار ہوٹل موجود ہیں۔ یہ اپنے تہذیب و تمدن کے اعتبار سے تہذیب یورپ کا گوارہ اور بحیرہ روم کا قابل فخر شہر شمار ہوتا ہے۔ یہاں کی قدیم و جدید عمارات ہر آنے والے سیاح کے لیے عجب

کرشمہ دامن دل میکش کہ جاں جااست کا منظر پیش کرتا ہے۔ رومن دود کی بڑی بڑی عمارتیں اور دیو سپکے جیسے موجود ہیں۔ گر جاذب اور عجائب گھروں میں مشہور ترین بت تراشوں اور صورتوں کی گالریجری کے اعلیٰ ترین نمونے دیکھنے میں آتے ہیں جن سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اٹلی بھر میں پتھر اور کانسی کے ہزاروں بت اور بڑی بڑی خیالی تصویروں موجود ہیں۔ ان میں فہرستیں سنگ تراش برہمنی گزرا ہے۔ معلوم نہیں اس کے ہزاروں شاگرد تھے۔ جنھوں نے اس کی زیر ہدایت اور نگرانی میں اتحاد شاہکار تیار کیے۔ کہ انسان دیکھتے دیکھتے خشک جاتا ہے۔ مکان عام طور پر چار سے آٹھ دس منزل اونچے ہیں۔ جن پر جانے کے لیے لفٹ ہر جگہ موجود ہے۔ پلازا بابرینی جو ۱۳۳۳ء میں بنا اور اس قسم کی کئی دوسری عمارتیں فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہیں۔ سینٹ پیٹرک کا گرجا دنیا کا سب سے بڑا گرجا بتایا جاتا ہے۔

بعض قابل دید مکانات

سے گذر کر بربرینی کے محل کے نیچے پہنچی۔ یہاں سے آگے تھوڑی دور اسی سڑک پر صمدی حکمت کی رہائش گاہ ہے۔ ملیشیائے کے برج اور ٹاورن مارکیٹ سے گذر کر پیازا وینیزا پہنچ گئے۔ یہاں ویٹا بونامیو نامی عمارتوں کی یادگار تعمیر کی ہوئی ہے جسے ہر وہ شخص دیکھنے آتا ہے جو روم میں آئے۔ ایسی ہی یادگاریں یورپ کے ہر بڑے شہر میں بنائی گئی ہیں۔ یہاں سے سڑک بلند ہو کر کپولان پہاڑی پر چڑھتی ہے۔ جہاں روم کا مشہور عالم جوک (کپٹل سکوئر) واقع ہے۔ بحیرہ روم کا تاریخی مرکز ہے۔ یہاں روم کی شاندار اور منفیر عمارتیں ہیں۔ چمک میں مارکس اور ملیس کا مجسمہ ٹھوڑے سے پر سوار دکھایا گیا ہے۔ یہ اطالوی حکمران بہت زیادہ ہر دین پر تھا نہ صرف یہ بادشاہ ہی تھا بلکہ بہت بڑا عالم اور فلاسفر بھی۔ اس کا عہد حکومت رومن حکومت کا پرانی زمانہ تھا۔ اس بادشاہ نے فلسفہ پر کتابیں لکھی ہیں۔ یہ اس بات کا قائل تھا کہ انسان کو ہر آنے والی مصیبت کا موازنہ

مقابلہ کرنا چاہیے اور کبھی بھی دنیا کی راحتوں سے خوش نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ دنیا میں دراصل کوئی راحت نہیں۔ اس کا یہ خیال ہمارے اسلامی عقائد کے مطابق ہے۔ کیونکہ اسلام ہی تعلیم دیتا ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی ہمیں دنیا کی آلائشوں سے کنارہ کشی ہی اختیار کرنی چاہیے۔

روم کے پوائے کھنڈرات - بادشاہ کے سے آگے صفدری دور پرانے رومن (روم) کے کھنڈرات شروع ہو جاتے ہیں۔ جو پہاڑی کی ڈھلان پر دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ سڑک کے دور ویر شکستہ ستونوں کی قطاریں کھڑی ہیں۔ کہیں کہیں چوڑے اور ان پر ٹوٹی پھوٹی محرابیں نظر آتی ہیں جو پرانے زمانے کے مندروں۔ امراء کی قیام گاہوں اور مسافروں کی مراٹھا کی یاد گاریں ہیں۔

خدا جلے یہ عمارات آج سے دو ہزار سال پہلے کتنی پر عظمت اور عظیم الشان ہوں گی کیونکہ ان کے کہیں اپنے آپ کو اس دنیا کا مالک سمجھ کر طاقت کے نشہ میں خدا کو بھی جھول گئے تھے۔ اور ان کے لیے رومن دیوتاؤں کو قربانی سے خوش کر لینا ہی نجات کا باعث تھا۔ لیکن آج چند شکستہ دیواریں۔ کچھ پتھر اور طبلہ کے ٹکڑے بکھرے ہیں کہ بقا صرف اس ذات کے لیے جتنا کے لیے ہے۔ اور دنیا کی ہر شے فانی ہے۔ اسی لیے اسلام نے اپنے پیروکاروں کو تاکید کی کہ وہ دنیا سے لوٹ کر جائیں اور ہر وقت خدا کا خوف دل میں قائم رکھیں تاکہ ان میں غرور پیدا ہی نہ ہو۔

خونی اکھارہ - کھنڈرات کی اس دنیا سے ہونی شروع ہو گئی۔ اور ہم کلونیم کے عجائب روزگار کھنڈرات میں جا پہنچے۔ یہی وہ عالیشان عمارت تھی جو کبھی اہل روم کی سب سے بڑی تفریح گاہ تھی لیکن آج چند بوسیدہ ستون۔ کچھ شکستہ محرابیں اور پتھروں کے سوا کچھ بھی باقی نہیں۔ جسے حکومت کے محکمہ آثار قدیمہ نے اپنی حفاظت میں لے رکھا ہے۔ کلونیم بہت بدست روم کا سب سے بڑا وین انٹیمپٹر (کلکی فضا میں بغیر چھت کے) تھا۔ جس میں بچپاس ہزار تماشائیوں کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔ ایک طرف پیچھے تھے جن میں جھوکے شیر اور خنوخار پیل بند رہتے تھے اور دوسری طرف قید خانہ جس میں غلام اور دوسرے ملکوں کے اسیر رکھے جاتے تھے۔ گاہے گاہے اہل روم کی تفریح کیلئے یہاں خونی تماشہ منعقد ہوتا تھا۔

ان کھنڈرات کو دیکھ کر مجھے سکول کا ایک سبق یاد آ گیا۔ ”روم میں ڈھنڈو دپٹا بار بار ہے کل قیصر میں اجتماع ہوگا اور بہادر اپنی بہادری کے کرتب دکھائیں گے۔ دوسرے دن رومن مرد اور عورتیں رنگ برنگ کے لباس میں طپوس سیڑھیوں پر بیٹھ جائیں گی۔ ان تمام مہیاؤں کو نسل کے صدر اور مہران۔

حکام اور امراء کے لیے علیحدہ جگہ ہے۔ جب تھیں ناظرین سے کچھ بھر جاتا ہے تو دو جوان قیدی اکھاڑے میں اتر کر شمشیر زنی کے کرتب دکھاتے ہیں۔ یہ مقابلہ موت اور زندگی کا سوال ہے۔ دونوں میں سے جو زندہ رہے گا اسے آزادی مل جائے گی۔ اس لیے ان کی تلواریں ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہیں۔ وہ زخموں سے چور چور ہو چکے ہیں۔ اکھاڑے کی زمین خون سے لالہ زار بن چکی ہے لیکن وہ ٹہپے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک زخموں سے نڈھال ہو کر گر پڑتا ہے اور دوسرا اس کے سینے پر بیٹھ کر اس کا گلا کاٹ دیتا ہے۔ رومن اس خوفناک نظارے سے ذرا بھی نہ پیچھے ہٹتے بلکہ تڑپتے اور سسکتے ہوئے جسم ان کی تفریح کا باعث ہوتے۔

شمشیر زنی کے بعد ایسے ظالموں کی باری آتی ہے جنہوں نے اپنے آقا سے بے وفائی کی۔ انھیں جھوکے شیروں کے آگے ڈال دیا جاتا۔ جن جوں ان کی چنچیں بلند ہوتیں رومن نعرہ مارے مشت بہند کرتے۔

ان کھنڈروں میں ہزاروں بے گناہوں کا خون مرنے والوں کی دردناک چنچیں اور اہل روم کے نعرہ مارے مشت بہند ہیں۔ اور دیکھنے والے آج اسکا کیا آثار دیکھ سکتے ہیں۔ غاصبیت و ظلمت کے الائباب۔ اس کے بعد بہادری ٹیکسی سینٹ پیٹر کے گرجا۔ وین کے مندر اور مشہور انگریزی شعراء کیسٹر اور شیلے کی قبروں کے قریب سے گزری۔ زان بعد سینٹ پال کا مشہور عالم گرجا دیکھا۔ جس کا شمار دنیا کے عجائبات میں ہوتا ہے۔ شام کے چھ بجے ہوٹل واپس پہنچے۔ نماز پڑھی۔ کھانا کھایا اور رات کی سیر کے لیے تیار ہو گئے۔

روم کی رات - یورپ کے اکثر مشہور شہروں میں وہاں کے پر رونق بازاروں۔ قابل دید مکانات اور سیڑ گاہوں پر بڑے اہتمام سے روشنی کی جاتی ہے۔ اسی طرح ”روم کی رات“ بہت مشہور ہے۔ سنا تھا کہ ان عمارتوں میں رات کے وقت روشنی کے دھارے بہتے اور ٹوڑے ٹوڑے نوادے اچھلتے ہیں۔ جب آفتاب دن بھر کے سفر کا تھکا ماندہ خانہ مغرب میں آرام لیتا ہے تو روم کا شہر اپنے اصلی حسن سے نقاب اٹھاتا ہے۔ دیوتاؤں کے اس شہر کی پوجانی یاد گاریں۔ باغات اور حوض نئی زندگی کا جنم لیتے ہیں جن کے طلسمی جلوں میں تماشائی مسحور ہو جاتا ہے اور دو ہزار سال پرانے واقعات اسکی نظروں کے سامنے جلوہ پیرا ہو جاتے ہیں۔ باغوں۔ حوضوں۔ فواروں اور سڑکوں پر بھی کی روشنی اس طرح چمکتی ہے کہ گویا ہر شے سفید نور میں طپوس ہے۔ لیکن عملی طور پر دیکھنے سے اس منظر کو دیکھنا یا کئی بڑی بڑی عمارتوں پر روشنی بالکل نہ تھی اور کئی سڑکوں پر نور سے کم چراغیں۔ معلوم نہیں یہ عمارتیں کتنی اور درجے سے ہم نے ڈالیں کا منظر اور سینٹ انجلو کا قلعہ دیکھا۔ درگاہ شہر کے اوپر سے گزرے۔ پورے رات کے باغات کی میسر کی اور میسر کی

سے ہوتے ہوئے گیارہ بجے شب ہوا واپس آکر سو رہے۔ ۲۳ جون کو ناشتہ سے **پاپا کے روم** - دار رخ ہو رہے تھے ۱۲ بجے تک پکر گائیکسی میں سوار ہو کر ڈیوٹی سے ہوتے امریکن سفیر کے دفتر کے پاس سے گزرے۔ یہ نہایت ہی سرسبز اور پُر لٹا جگہ ہے۔ سڑک کے دونوں طرف باغات ہیں اس سڑک پر رات کے وقت بھی گزرتے تھے۔ لیکن دن کا عالم کچھ اور ہی تھا۔ پورے باغات میں ایک نگار خانہ ہے جس میں نہایت ہی قیمتی تصاویر جمع کی گئی ہیں۔ یہاں کی بلندی پر کھڑے ہو کر ہمیں تمام روم نظر آ رہا تھا۔ قریب ہی پاپا سے روم کے اسقف اعظم یا ڈیکس محل میں گئے۔ آج پاپا کے اعظم کے محل کی کھڑکی کے باہر ہزاروں عقیدت مند اپنے زائبا کے دیدار کے لیے جمع ہوئے تھے۔ ہم بھی وہاں ٹھہر گئے تاکہ یہ تماشا بھی دیکھیں۔ جب کھڑکی کھلی اور پاپا نے اعظم کی صورت نظر آئی تمام عقیدت مند جھک کر آداب بجالائے۔ انشا اللہ! کس قدر عقیدت تھی ران لوگوں کو اپنے مذہبی راہنما سے!

اسقف اعظم کے محل کی تمام فرنیچر اور دیگر نو جوانوں پر مشتمل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اطالوی یا رومی افراد پر پوپ کو اعتماد نہ تھا۔ اسی لیے اب تک وہی پوجانی روایت پونہی چلی آتی ہے۔ اور اس محل کے تمام پہرہ داروں کا عجیب قسم کی زرق برق لباس پہن کر وہاں پہرہ دینا بھی اپنے اندر ایک عجیب کیفیت رکھتا ہے۔ خرمن دو پہر تک اس حصہ شہر کی سیر کی اور ۱۲ بجے واپس ہوٹل میں آکر کھانا کھایا۔

روم کی فصل - ۳ بجے بعد دو پہر ہوٹل صحتے میں گئے جو تجارت کا مرکز ہے۔ یہاں زیادہ تر اطالوی تاجروں کی دوکانیں ہیں۔ یہ تاجر سب سب متوک فروش ہیں۔ روم کے اس کاروباری حصہ میں بھی بے شمار گرجے ہیں۔ جن میں سینٹ میری کا گرجا جو حضرت مریم کے نام پر بنا ہے غالباً اپنی قسم کا سب سے بڑا گرجا ہے۔ اس کے علاوہ روم کا گرجا جو تمام دنیا کے رومن کیسٹوک عیسائیوں کا مرکزی گرجا ہے یہیں واقع ہے۔ لیکن ان کی عمارتیں سینٹ پال یا سینٹ پیٹر کے کلیساؤں کی طرح شاندار نہیں۔ ان گرجاؤں سے گزر کر سڑک سینٹ جون کے دروازے سے شہر کے باہر ہو جاتی ہے۔ یہاں پر پرانے روم کی تفصیل ہے۔ تفصیل پر کہیں ابھی بروج شکستہ حالت میں موجود ہیں جن میں پہرہ دار اور محافظ رہتے تھے۔ اور آنے والے دشمن۔ روم کی خبر شہر کے حکام کو دیتے تھے۔ جسے اس زمانے میں کونسل کہتے تھے۔ اس سڑک پر موٹر کی سیر نہایت ہی بہت لطف ہوتی ہے کیونکہ سٹیج کو یہاں شہر کی کجاہی نظر نہیں آتی۔ کوئی اکاؤنٹ بیل یا موٹر سوار ادھر سے آگرتا ہے۔ جو ان عبرت ناک مناظر کو دیکھنے یہاں آتی ہے

ہمالک اسلام کے صدر اور وزراء کی دینی حالت جیسی کچھ ہے، وہ کسی باخبر سے مخفی نہیں، بپتہ نہیں ان حکمرانوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہے بھی، یا نہیں۔ سلطان اتمش ہی کا واقعہ ہے کہ اس نے لوگوں کے ہونے کے باوجود صرف اس لئے بیٹھ کر دی عہد بنایا کہ بیٹے حکومت کے اہل نہیں تھے بیٹے کو جس وقت وہ دی عہد بنا رہا تھا۔ اس وقت اس سے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا۔

”میں اپنے بیٹوں کے عادات و اطوار سے خوب واقف ہوں۔ اس وقت بھی جب وہ میرے دست و گم ہوں۔ دن رات قراب خاری اور عیاشی میں مصروف ہوتے ہیں، میں ان کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ سلطنت کا بار اٹھا سکیں۔ بخلاف اس کے عقیدہ اگرچہ عورت ہے لیکن ہم و فرانس کے اعتبار سے حقیقتاً مرد ہے۔ اور اسی وجہ سے میں اسے بیٹوں پر ہر طرح ترجیح دیتا ہوں۔“

اب اس کا خیال کن کرنا ہے۔ اب کسی کو عہدہ دینے کے لیے صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ بڑا آدمی ہے یا نہیں کسی بڑے باپ کا بیٹا ہے یا نہیں اس کی جانچ کن کرنا ہے۔ ہم اپنے ملک میں آئے دن دیکھتے ہیں کہ ملک و قوم کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دی جاتی ہے، جو اپنی پارٹی کا حامی ہے۔ انجمن یا جماعت میں چندہ زیادہ دیتا ہے۔ اور صحیح و غلط دونوں کی حامی بھرتا ہے۔

سلطان اتمش کا چھوٹا بیٹا ناصر الدین جو رصید کے بعد بادشاہوں کے حکومت کرنے کے بعد بادشاہ بنا اس کے متعلق نظام الدین احمد مؤلف طینات اکبری کا بیان ہے۔

”سلطان ناصر الدین ہر سال دو قرآن ترمیمی اپنے ہاتھ سے لکھتا، اور انہی کا بدیہ سلطان کے ذاتی خورد و نوش میں صرف ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ کے لکھے ہوئے قرآن مجید کو ایک امیر نے معمول سے زیادہ جین دے کر بدیہ لیا۔ تو بادشاہ نے حکم دیا، کہ ائمہ سے اس کے لکھے ہوئے نسخے لے کر قرآن مجید کو پوشیدہ طریقہ پر یعنی اس کا نام بتائے بغیر رائج الوقت قیمت پر بدیہ کیا جائے۔ بادشاہ کے گھر میں اس کی بیوی کے سوا کوئی لونڈی یا خادمہ ہم کرنے کو نہ تھی، ایک روز بیوی نے امور خانگی سے تنگ آکر ایک لونڈی خریدنے کی ترغیب کی تو بادشاہ نے جواب دیا۔

”وہ بیت المال بندگان خدا کا حق ہے۔ میں اس کا حوالہ نہیں ہوں کہ اس میں سے کچھ بدیہ لے کر اپنے ذاتی آرام کے لیے

لونڈی خریدوں، دنیا کی تکلیفوں پر عبور کرو خدا آخرت میں اس کا بدلہ دے گا۔“

”اگر حلال، کیا یہ امثالہ کیا تاتا ہے؟ بادشاہ وقت سے اور اس طرح عسرت کی زندگی بسر کرتا ہے، پھر اس کا گوشت و پوست اور خون جو حلال روزی سے تیار ہوتا ہے اس سے کبھی کوئی کمینہ اور پست خصلت پیدا ہو سکتی ہے؟ اور بادشاہ کی اس طرز زندگی کا اثر کیا عوام اور ملک پر کچھ نہ ہوگا؟ حق یہ ہے کہ انہی جیسے لوگوں نے خدمت خلق انجام دی۔ اور صحیح خدمت انجام دی۔ اس میں بڑی برکت ہوتی، ملک اور قوم کے اخلاقی اعمال متاثر ہوتے۔

ہمارا ملک ”جہاں وہ لوگ حکمران ہیں جنہوں نے کل تک اپنے اخلاص اور خدمت ملک کا وہند وراپٹا تھا“ ان کا حال یہ ہے کہ اگر حساب لگایا جائے، تو ہر صوبہ اور مرکز میں چچا بھتیجا مل کر ملک کی نصف دولت اپنے پیٹ میں ڈال لیتے ہیں، اور نصف دولت پورے ملک پر صرف ہوتی ہے۔ بھتہ اور تنخواہ میں کمی کا سوال اٹھائے تو بول اٹھیں گے، پھر ہمارا وقار باقی نہ رہے گا۔ گو باطل و جمل مشاہیر پر یہ اپنے وقار کی بنیاد کھڑی کیسے ہوتے ہیں۔

آنکھ جو کچھ سمجھتی ہے لب پر آ سکتا نہیں عجز حیرت ہوں کہ دنیا کیا ہے کیا ہو جائیگی خیانت الدین بلبل کا واقعہ لکھا ہے کہ اس میں کمزور کے ساتھ ہمدردی کا بڑا صحیح جذبہ تھا۔ فرشتہ کا بیان ہے۔

”طبیعت میں غمزدہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا جذبہ اس قدر تھا کہ علاوہ نماز جنازہ میں شریک ہونے کے میت کے گھر پر جانا تھا۔ اور مرحوم کے پس ماندگان کو صبر اور راضی رہنا سہنے کی تلقین کرتا تھا اور یتیم بچوں کی پرورش کے لیے گراں بہا وظیفہ مقرر کرتا تھا، راستہ میں چلتے چلتے اگر کہیں مجلس وعظ نظر آتی تھی تو فوراً گھوڑے سے اتر کر مجلس میں شریک ہوتا، اور وعظ میں خود اور رسولی کے احکام بخیر و حسن کرنا زیادہ دیتا تھا۔“

اب یہ بات تو ہمارے علماء کرام میں بھی جو خاص دینی طبقہ کہا جاتا ہے باقی نہیں رہی۔ مالدار اور صاحب جاء و شہرت کے یہاں تو ہمدردی کے لئے جاسکتے ہیں۔ مگر بکیوں، غریبوں اور یتیموں کی ہمدردی کن کر لیتے؟ یہ غریب طبقہ ان بزرگان دینی کی نگاہوں میں بھی انسانیت سے خارج ہے۔ آلا ماشاء اللہ۔ کچھ لوگ ایسے ضرور طبقہ علمائے رہ گئے ہیں جو ہر ایک کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر ان کی تعداد بہت کم ہے۔

اور مضعوع و خضوع کے مسئلہ میں تو اور پیچھے ہیں مسلمانوں کے دل سخت ہو گئے۔ ان کے دل میں جھکاؤ اب تو بالکل باقی نہ رہا۔ کچھ حامل گو ایسے مل جاتیں گے

جن کے دل و احکام دین کے سلسلہ میں نرم ہیں، عہد ہمارے علماء کرام کا طبقہ خدا جانتا ہے، یہ تو نہ معلوم اپنے کو کیا سمجھ بیٹھے ہیں۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ کل کے کل ایسے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے کچھ علماء کو دیکھا ہے۔ دین کے معمولی معمولی واقعہ میں زار زلزلہ دہاتے ہیں۔ اور ان کا قلب اتنا صاف ہے کہ ان کی چند روزہ صحبت انسان کو سفوار سکتی ہے، اور جوان علماء میں اس کی بڑی کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کوئی سبیل پیدا کرے تو ممکن ہے، حد نہ ظاہری طبع پر دنیا اندر صری ہوتی جا رہی ہے۔

سلطان بلبن نے اپنے بیٹوں کو ایک مرتبہ جمع کر کے کہا، کہ بادشاہوں کے اکثر افعال شرک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور سنت نبوی کے خلاف ہوتے ہیں۔ مگر چار چیزوں کا خاص طور پر بادشاہوں کو لحاظ رکھنا چاہیے۔

”اول یہ کہ بادشاہ کو چاہئے اپنی حشمت اللہ و بدیہ کو مناسب عمل اور موقع پر استعمال کرے۔ اور خلق کی بھلائی اور خدا ترسی کے علاوہ کوئی اور بات اس کے پیش نظر نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی طرح کی ہر کاری کو ملک میں رائج نہ ہونے دے۔ اور ہمیشہ فاسقوں اور بے غریبوں کو ذلیل اور رسوا نہ کرے۔ تیسری یہ کہ سلطنت کے کام ہمیشہ عقلمندوں اور شائستہ لوگوں کے سپرد کرے۔ مخلوق کی باگ دیانت دار خدا ترس، لوگوں کے ہاتھ میں دے۔ بدعقیدہ لوگوں کو اپنے ملک میں قدم نہ جمائے دے، جو تھی بات یہ ہے کہ انصاف میں پوری کوشش کرے اور ماتحتوں کے کاموں کو برابر عدل کی نگرانی میں تو نہ دے، تاکہ ملک میں ظلم اور جبر کا نام بھی نہ سنائی دے۔“

یہ اصول چنانچہ ان اس لائق ہیں کہ آج بھی ان پر عمل کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔ دنیا کے حکمران طبقہ کو خاص طور پر ان اصول کو پڑھنا چاہیے۔ اور دن رات اس پر نگاہ رکھنا چاہیے۔ خواہ وہ کسی ملک کا حکمران طبقہ ہو اور کسی عقیدہ اور دھرم کا ماننے والا ہو۔

ضرورت ہے کہ ملک کی مرکزی حکومت ان نصیحتوں کو سونے کے پانی سے لکھوا کر ہر ایک وزیر و سفیر اور لیڈر کے پاس بھجوا دے۔ اور ان پر عمل کرنے کی سخت تاکید کرے۔ سلطان بلبن کا عمل چونکہ انہی اصول پر تھا اس لئے مذمتی طور پر ان کی وفات کا یہ اثر ہوا۔ کہ پورا ملک ماتمکدہ بن گیا۔ ملک الامراء و خیر الدین پر یہ اثر ہوا، کہ ”بلبن کی وفات سے چھ ماہ تک نہ رونا“ ہی سوتے رہے۔ دہلی میں کوئی شخص اس کا ہر گاہ جس نے مرحوم کے لیے صدقہ اور خیرات کر کے انکی روح کو ثواب پہنچایا ہو۔

بقیہ عدل و انصاف

(۱ ص سے آگے)

اُن کی زبان تشبیہ اسلام پر غلامی کا بدنام و جنبہ گانے کے لئے کھلتی ہے۔ اسلام نے جس مشفقانہ اور منصفانہ سلوک کی مثال غلاموں کے بارے میں پیش کی ہے اُس پر تبصرہ کرنے کے لئے ایک الگ عنوان کی ضرورت ہے۔ اس جگہ صرف اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ موجودہ متمدن دنیا میں کسی شہزادہ کو بھی وہ مساویانہ حقوق حاصل نہیں ہیں۔ جو مذہب اسلام نے غلاموں کے لئے روار کھے ہیں۔ یہ انصاف ہی کی زبان تھی۔ جس کا اعلان تھا کہ غلاموں کو وہی کھانا جو خود کھاتے ہو۔ اور وہی پہناؤ۔ جو خود پہنتے ہو آئیے۔ اور اسلام کے نام لیمواؤں کے معیار عدل کو مصیبت اور پریشانی کے انتخابی لمحات میں پرکھ کر دیکھئے۔ انسان اپنی کامیابی اور اپنے دشمن کی ہلاکت کے لئے ہر حربے کا استعمال جائز سمجھتا ہے فریب دہی اور بدعہدی ان مواقع پر سیاست کی جان سمجھی جاتی ہیں۔ مگر وہ لوگ جن کے کاروائے نمایاں پر انسانیت کو ناز کرنا چاہئے۔ نازک سے نازک موقعوں پر بھی استقلال اور عزم بالجزم کی سیمہ پلان آہنی دیوار کی طرح مضبوط نظر آتے ہیں۔ وہ عارضی فتح و نصرت کے لئے خدائی آئین کو قربان نہیں کرتے بلکہ ان کی حفاظت و مہمانت میں اپنی جان عزیز تر رکھ دیتے ہیں۔ نیاں ہو جاتے ہیں۔ معرکہ بزرگوں کی تہلکہ خیز ساعت آن پہنچی۔ حمص کا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔ مگر اُس میں یہ قیام رکھنا سیاسی مصالح کے خلاف تھا۔ سپہ سالار افواج اسلامہ حضرت ابو عبیدہؓ کی زیر صدارت مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا۔ اور امور حل طلبہ پر رائے زنی کا آغاز اس طرح ہوا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کی تقریر کا آخری فقرہ تھا دشمن تمہارے مقابلے کے لئے اس سروسامان سے چلا ہے کہ زمین کا نپ اٹھی ہے۔ اب بتاؤ۔ کہ کیا صلح ہے؟

یزید بن ابی سفیان: میری رائے ہے۔ عورتوں اور بچوں کو شہر میں رہنے دیں۔ اور ہم باہر لشکر آ رہو۔ شرجیل بن حسنہ: یزید کی رائے خیر خواہی پر مبنی ہے۔ مگر شہر والے عیسائی ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ ہمارے اہل و عیال کو قیصر کے حوالے کر دیں یا خود مار ڈالیں۔

سپہ سالار: اس کی تدبیر یہ ہے۔ کہ ہم عیسائیوں کو شہر سے نکال دیں۔

شرجیل (کھڑے ہو کر): اے امیر! تجھے کوہ پر گزرتی حاصل نہیں ہے۔ ہم نے ان عیسائیوں کو اس شرط پر امان دی ہے۔ کہ وہ شہر میں اطمینان سے رہیں۔

اس لئے نقص عہد کیونکر ہو سکتا ہے؟ سپہ سالار: جزاک اللہ۔ آپ نے مجھ ہلاکت سے بچایا۔ میں اپنی غلطی کو تسلیم کرتا ہوں۔ عام حاضرین: حمص میں کھمراہی فوج کا انتشار کیا جائے۔

سپہ سالار: اتنا وقت نہیں ہے۔ آخر کار یہ رائے ٹھہری۔ کہ حمص کو چھوڑ کر دمشق روانہ ہوں۔ وصال خالدؓ موجود ہیں۔ اور عرب کی سرحد بھی قریب ہے۔ یہ ارادہ مصمم ہو چکا۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ نے حبیب بن مسلمہؓ کو جو افسر خزانہ تھے۔ بلا کر فرمایا "عیسائیوں سے جزیہ یا خراج لیا جاتا ہے۔ کہ ہم اُن کو اُن کے دشمن سے بچا سکیں۔ لیکن اس وقت ہماری ایسی نازک حالت ہے۔ کہ ہم اُن کی حفاظت کا ذمہ نہیں سہ سکتے۔ اس لئے جو اُن سے وصول ہوا۔ سب اُن کو واپس کر دو۔ چنانچہ کئی لاکھ کی رقم واپس کر دی گئی۔ عیسائیوں پر اس واقعہ کا یہ اثر ہوا۔ کہ روئے جاتے تھے۔ اور جوش سے کہتے جاتے تھے۔ کہ خاتم کو واپس لائے۔ یہودیوں پر اس سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ انہوں نے کہا۔ تورات کی قسم! جب تک ہم زندہ ہیں۔ قیصر حمص پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ یہ کہ شہر بنیاد کے دروازے بند کر لئے اور ہر گرجہ کو چوکی پر بٹھا دیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے صراحتاً حمص والوں کے ساتھ ہی یہ برتاؤ نہیں کیا۔ بلکہ جس قدر اصلاح فتح ہو چکے تھے ہر جگہ لکھ بھجوا۔ کہ جزیہ کی رقم جس قدر وصول ہوتی ہے۔ واپس کر دی جائے (الفاروق)

(باقی آئندہ)

بقیہ سفر نامہ یورپ

(۴ ص سے آگے)

آتا ہے۔

زمین دوزخ غار :- دیوار سے کچھ فاصلے پر

شہرک اس مقام پر ہے جاتی ہے جہاں سینکڑوں سال پہلے کے غار ہیں جو کیٹاکمب آف سینٹ کیلکس کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ ان عیسائیوں کا قبرستان ہے جنہوں نے روم میں سکے پہلے عیسائیت کو قبول کیا۔ جن پر رومن بادشاہوں۔ امراء اور ارکان سلطنت نے بے حد ظلم ڈھائے۔ انھیں زندہ جلا دیا گیا۔ جھوٹے شہروں کے آگے ڈالا گیا۔ طرح طرح کی سختیاں روا رکھی گئیں۔ لیکن وہ حضرت عیسیٰؑ کے مذہب پر ثابت قدم رہے۔

یہ زمین دوزخ غار اس ڈھب کے ہیں کہ یہاں اگر اجنبی مسافر داخل ہو جائے تو اس کا زندہ واپس آنا تقریباً ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ زمین دوزخ راستے اتنے پیچیدہ ہیں کہ داخل ہونے والا دوبارہ دوبارہ ملتا ہی نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب رومن بہت پرستوں کے مظالم ان عیسائیوں پر بہت زیادہ ہو جاتے تو وہ ان غاروں

میں آکر پناہ گزین ہوتے۔ ان غاروں کو دیکھ کر ہمیں اصحاب کہف کا وہ خار یاد آ گیا۔ جو ہم نے دمشق میں دیکھا تھا۔

حق و باطل کی جنگ :- دین حق پر

ہمیشہ مصائب کا سامنا رہا ہے۔ اور باطل کی طاقتیں حق سے ٹکلتی رہی ہیں۔ حق و باطل کی یہ جنگ قیامت تک جاری رہے گی۔

ساتویں صدی عیسوی میں جب اسلام کا ظہور ہوا اور کتبے میں چند لوگوں نے آنحضرتؐ کی دعوت پر اسلام قبول کیا تو کیا اس زمانے کے بت پرستوں نے دین حق سے روکنے کے لیے انھیں طرح طرح کی سختیاں روا نہ رکھیں۔ کیا حق کے متلاشیوں کو دوسری گری میں پھینکی ہوئی ریت پر لٹا کر اسلام سے باز رکھنے کی کوشش نہ کی گئی۔ غریب مسلمان مار کی تاب نہ لا کر بیہوش ہو جاتے تھے۔ لیکن جب ہوش آیا تو پھر کلمہ حق ان کی زبان پر جاری دوسری ہوتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سچائی جب ایک دفعہ دل میں گھر کر جائے تو قید و بند کی سختیاں انسان خوشی سے برداشت کر لیتا ہے۔

ان زمین دوز غاروں سے ہو کر ہم روم کی منہج عہدہ شہرک کے مناظر سے نطف اندوز ہوئے۔ جو اُپسین وے کے نام سے مشہور ہے۔ اسی شہرک پر روم کے بانی رومولس کا مقبرہ ہے۔ پھر سینٹ کیمپ کے دروازے سے شہر میں داخل ہوئے اور شام کے وقت ہوٹل واپس آ گئے۔

آج ۲۴ جون ہے۔ اور روم میں ہمارا آخری دن صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر بورگس کے باغات کی طرف گئے۔ یہاں سے آگے ٹیکسن میوزیم عجائب گھر کے سامنے سے گزرے۔ یہ زمانہ بھر میں نادرات کا بے شمار ذخیرہ ہے۔ جہاں مصوری کے شاہکار۔ مذہبی تصاویر اور تاریخی عجائبات جمع کیے گئے ہیں۔ ان میں مشہور و نامور

مصور رافیل کے نام پر ایک نگار خانہ ہے۔ جس میں اس مصور کی کاریگری کے نمونے رکھے ہیں۔ یہ کبھی یورپ کے محل کا حصہ تھا لیکن اب اسے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ ایک حصہ میں پہلے عیسائیوں کے تبرکات۔ کپڑے۔ عصا۔ صلیبیں اور کئی ایک دوسری اشیاء رکھی ہیں۔ ایک حصے میں عیسائیوں کے پیشواؤں کی تصویروں ہیں جو بڑے بڑے مصوروں نے بنائی ہیں۔ کہیں خوبصورت پردے لٹک رہے ہیں۔ کہیں سنگ تراشی کے نادر شاہکار ہیں۔ کسی کمرے میں خزانے کے نقشے ہیں۔ کہیں جانور اور پرندے ہیں۔ اپالو کا مجسمہ۔ وینس کا بت غرضیکہ اس عجائب گھر میں زمانہ بھر کی چیزیں جمع ہیں۔ جن کو دیکھ کر ان کی یاد اچھلانا ناممکن ہے۔ ۱۲ بجے ہوٹل واپس پہنچے۔ کھانا کھایا۔ کچھ دیر آرام کیا۔ روم کی سیر کے لیے ۳ دن بہت کم ہیں۔ لیکن ہمارا سکا پاس اس سے زیادہ وقت نہ تھا۔ اٹلی میں کینی کے جہاز میں ۳ بجے

حورام الدین کا حق
 یقینہ مجلسِ ذکر
 (مد سے آگے)

ہندوستان قیمت را چہ سود اندر ہر کمال
کہ خضر اند آب حیات تشہ ہے از سکنندہ
اسی قسم کے بد نسبت لوگوں کے متعلق قرآن
ارشاد ہے۔

(ترجمہ) آپ ان کیلئے دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ سنروند بھی انکے لئے دعائے مغفرت کریں پس اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر ستر مرتبہ سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے سب بخشنے جاتے تو میں اس سے بھی زیادہ دعائے مغفرت کرتا۔

اس قسم کے حضرات کا سب کے ساتھ تعلق اللہ کے واسطے سے ہوتا ہے۔ جو خدا کا دوست ہے۔ وہ ان کا بھی دوست ہوگا۔ اور جو خدا کا دشمن ہے ان سے یہ دوستی نہیں رکھتے۔ گویا کہ اللہ کے تعلق کی بنا پر ان کی دوستی اور دشمنی بدلتی ہے۔ یہ برادری کے ساتھ جہاد ہے۔ کافر کے ساتھ جہاد آسان ہے مگر برادری کے ساتھ جہاد مشکل ہے۔ کافر کے مقابلہ میں ہتھیار دے کر گتے یا اس کو جہنم رسید کر دیا اور یا خود شہید ہو گئے۔ مگر بے دین برادری کے خلاف نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔

فرماتے ہیں۔
تجارت - ملازمت - زراعت - سب کا ایک
ہی مقصد ہونا چاہئے کہ حلال کی روٹی کما کر خود بھی
کھائیں۔ بیوی بچوں کو کھاتیں اور والدین اگر
زندہ ہوں تو ان کی خدمت کریں۔ اس صورت میں
یہ سب کام عبادت تصور ہوں گے۔ اگر ایک شخص
خدا کو راضی کرنے کے لئے فادہ و ثمن میں
نیرا نل بیٹھتا ہے۔ اور دوسرا اللہ کی رضا کے
لئے جنگل میں جا کر نمازیوں کے لئے ڈھیلے لٹاتا،
تو اللہ کے ہاں دونوں برابر ہیں۔ کیونکہ دونوں نے
اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے گویا کہ نفسی
عبادت کی۔

بلے میوہ ز میوہ رنگ گبرو
کامل کی صحبت میں مدت دید تک رہنے سے ان کے
کلمات کا عکس اڑتا ہے۔ کوئی فن ایسا نہیں
جو باہر فن کے پاس ایک دوزخ بیٹھنے یا کبھی
کبھی اس کی ملاقات کرنے سے حاصل ہو سکے۔
کیا درزی - بڑھئی - لوہار - معمار - وغیرہ کوئی بھی
فن ایسا ہے۔ جو مدت دید کی صحبت استاد کے
بغیر حاصل ہوتا ہے؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ آپ جس
عقل سے دنیا کے کاموں میں چلے ہیں اسی عقل
سے دین کے معاملہ میں کیوں کام نہیں لیتے جس
کی صحبت میں اصلاح ہوتی نظر آئے۔ اس کی صحبت
میں مدت دید تک رہنے سے رنگ چڑھ جاتا
ہے۔ دنیوی علوم و فنون میں بھی ہوتا ہے
کہ استاد کچھ زبان سے بیان فرما کر سکھاتا ہے
اور کچھ اپنے عمل سے۔ روحانی تربیت میں بھی
یہی ہوتا ہے۔ کامل کبھی کچھ استاد فرما کر اور
کبھی اپنے عمل کے ذریعہ طالب کی تربیت فرماتے

نہیں ہی رہتی

ہندوستان کے عربی مدارس کے

چیز سالانہ صوبے
فی کاپی ۸
— (زر ادارت) —

۳۷- گیتن و دیوانه

نوٹ :- پاکستانی حضرات اپنا چندہ خریداری دفتر
فاران کیسٹل اسٹریٹ کراچی عا کو بھیج کر میں اطلاع
جنرل - (پیش)

۱۰۰

یہ سوال ہر پاکستانی کے ذہن میں
اچھرتا ہے اور پاکستان کی حکومت اس کی
جواب دہ ہے۔ اس وقت ملک
میں زر مبادلہ کی اذ حد ضرورت ہے
بلکہ ہمارے سکے کی شرح کم ہونے
سے بیرونی سکے اور بھی کیاب ہو
گیا ہے۔ اور عوام پہلے سے زیادہ
اقتصادی تفرش میں گرفتار ہو گئے ہیں
لیکن دوسری جانب اس بیش بہا سکے
کا یوں نا جائز استعمال ہو رہا ہے
مجم حکومت سے پُر زور مطالبہ
کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی
کی فی الفور و مباحث کرے۔ اور پاکستان
کے تمام سفارت خانوں کی کھلی
روکڑا د شاخ کرے۔ تاکہ عوام پتہ
کر سکیں کہ آمد اور خرچ کا فوار
کیا ہے ؟ اور ہمارے یہ سفارت خانہ
ملک کے لئے کیا مفید کام کر رہے ہیں
اور ان کی وجہ سے ہماری ان ممالک
کے ساتھ تجارت کو کیا فروغ ہو
ہے۔ (مدیر)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنَانِ لَا تَقْسِمُهُمَا الدُّنْيَا وَهِيَ بَيْتٌ
مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْتَ مَنْ فِي سَبِيلِ
(رواه الترمذی)

خوف خدا سے رونے کی انتہا پیدا ہونی کا طریقہ
اگر کوئی شخص محض حلال کی غذا کھائے۔ اور حتی الوسع
بے دینیوں کی صحبت سے بچے۔ اور تخیلیہ میں بیٹھ کر اللہ
تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ
طبیعت اتنی نرم ہو جائے گی کہ خوف خدا سے روئے
آئے گا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْمَيْمُونِ الْأَدْرَمِيِّ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَجُلٍ
وَهُوَ يَبْغِطُ أَنْ يَغْتَنِيَهُ خُمْسًا فَقِيلَ خُمْسُ
نَشَارِكُكَ - مَثَلُ هَذَا رَجُلٌ وَصَحْبَتُكَ مَثَلُ
مُسْتَقٍ وَغَنَّاكَ مَثَلُ قَفْصِكَ وَخَوَاغُكَ مَثَلُ
شَيْطَانِكَ وَخَيْبَتُكَ مَثَلُ مَوْتِكَ (رواه الترمذی)

ترجمہ :- عمرو بن میمون اور آدمی سے روایت ہے کہ اہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا
جبکہ آپ اسے نصیحت فرما رہے تھے - پانچ چیزوں
کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت خیال کر۔ تیری جوانی
کو تیرے بڑھاپے سے پہلے - تمہاری صحت کو تمہاری
بیماری سے پہلے - تیری آسودہ حالی کو تمہاری تنگ
دستی سے پہلے - اور تیری فراغت کو تمہاری مصروفیت
سے پہلے اور تیری زندگی کو تمہاری موت سے
پہلے۔

یہ ہے کہ ان پانچ رکاوٹوں کے پیدا ہونے سے پہلے
جتنا سو سکے۔ اسی قدر غم کو یاد کر لے۔ اور آخر
کی سبابت کا قیاس نہ بنا لے۔ ورنہ پھر دستِ حسرت ملنے
کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

روالبیڈی میں خدام الدین کی بحث
حافظ مشتاق احمد کتب خانہ مشتاقیہ گلی نمبر ۱۹
مومین پور سے تازہ پرچہ جمعہ کو حاصل کیا

قولہ تعالیٰ :-
 اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْلَمُونَ السُّوءَ
 بِجَهَالَتِهِمْ ۖ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ
 يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا
 حَكِيمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۳ پارہ ۴)
 ترجمہ :- اللہ پر توبہ قبول کرنے کا حق انہی لوگوں کے
 لئے ہے جو جہالت کی وجہ سے مہلک کام کرتے ہیں۔
 اس کے بعد جلدی توبہ کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ معاف
 کر دیتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا و اتا ہے۔

توبہ کے قبول ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں۔ اپنے
گناہ پر ندامت۔ اس گناہ سے دستبرداری اور آئندہ
دکرنے کا پختہ ارادہ۔ ان تینوں شرطوں کے پائے جانے
سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ گناہ ایک ہی فن
میں کئی مرتبہ کیوں نہ ہو جائے۔ ہر مرتبہ جب تین شرطیں
توبہ کرتے وقت پائی جائیں گی۔ توبہ قبول ہوتی رہے گی۔
اللہ تعالیٰ انسان کے تمام حالات کو جانتا ہے۔ اس
لئے جب یہ شرطیں توبہ میں پائی جائیں گی۔ توبہ
کو قبول فرمائے گا۔ وہ حکیم بھی ہے۔ وہ جانتا ہے
کہ انسان کے مٹی سے بنائے جانے کے باعث
اس کے اندر یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ کہ غیر مالی فزیش
ہونے کے باعث اپنی خواہش نفسانی سے مغلوب ہو
کر گناہ کر بیٹھتا ہے۔ پھر جب صدق دل سے تائب
ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی حکمت کی یہ تلقین ہوتا ہے
کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ واللہ اعلم

پہر مسلمانوں کی عورت اور مرد کے مختصر گناہ تو وضو کرنے سے
معاف ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کھانسی کی تو زبان سے جو گناہ
کہتے تھے معاف ہو گئے۔ مگر نہ دھو یا۔ تو انکھوں نے
جو گناہ کہتے تھے وہ معاف ہو گئے۔ مگر نہ دھوے
تو ہاتھوں سے جو گناہ کہتے تھے وہ معاف ہو گئے۔
پائوں دھوئے۔ تو پاؤں سے جو گناہ کہتے تھے وہ معاف
ہو گئے۔ لہذا اثبات بہم آ کر مختصر گناہ بلا ارادہ معاف
ہو جاتے ہیں۔ اس تفصیل کی ضرورت نہیں کہ اسے
اللہ ربے خلال خلال گناہ معاف فرما دے۔ البتہ
کبیرہ گناہوں سے تو بد کوئی کے لئے اس گناہ کی
پیش نظر رکھ کر یہ عرض کرنا چاہتا ہے۔ کہ اسے اللہ
میں خلال گناہ سے تو بہ کہتا ہوں۔ اگر مذکور المصد
تین مشرطوں کو بد نظر رکھ کر تو بہ کہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ
اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ کبیرہ گناہوں کی مثال شرک
کفر۔ اور زنا۔ کی نامزدنی۔ زنا۔ ظہار۔ خیاری۔ چوری

قائم شدہ ۱۹۲۸ء
 سابقہ
 ٹیکسٹ بک بورڈ
 نئی دہلی
 وزارت
 تعلیم
 حکومت
 ہندوستان

پہنچوں کا سفر

انمول موتی

الخدم دین

(۱) کسی کام میں بھی جلدی نہ کرو بلکہ اچھائی کا خیال رکھو کیونکہ لوگ تم سے یہ نہیں پوچھیں گے کہ یہ کام کتنی دیر میں ہوا ہے؟ ہاں اس کی اچھائی برائی کو ضرور دیکھیں گے (افراطیون)

(۲) لوگوں میں سب سے کمزور وہ شخص ہے جو اپنا بھید چھپا نہ سکے۔ اور سب سے قوی وہ ہے جو اپنے غصہ کو دبا سکے اور سب سے زیادہ صبر کرنے والا ہے جو اپنے غصہ کو دبا سکے۔ اور سب سے زیادہ صبر کرنے والا وہ ہے جو اپنے فاقہ کو ظاہر نہ ہونے دے، اور سب سے مالدار وہ ہے جو ہر حال (غریبی امیری) میں قناعت کرے۔

(۳) انسان کو گئی ہوئی چیزوں کا افسوس نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ جو کچھ ہے اس کی حفاظت کی فکر کرنی چاہئے۔

(۴) "مالدار بخیل" کی مثال ان گدھوں اور خچروں جیسی ہے۔ جن کی پیٹھ پر سونا اور چاندی لدا ہوتا ہے لیکن وہ گھاس پات پر منہ دگاتے ہیں۔

(۵) پانچ چیزوں کو پانچ وقت سے پہلے غنیمت جانو، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے، مالدار کی غریبی سے پہلے، فرصت کو مشغول سے پہلے اور زندگی کو موت

(۶) جس شخص میں یہ چھ خصلتیں جمع ہوں اس سے دوستی رکھنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

(۱) اگر تم سے بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(۲) اگر تم اس سے بات کرو۔ تو تم کو جھوٹا کہے۔

(۳) اگر تم اس کے پاس امانت رکھو تو خیانت کرے۔

(۴) اگر وہ تمہارے پاس امانت رکھے تو خیانت کی تہمت لگائے۔

(۵) اگر تم اس پر احسان کرو تو ناشکری کرے۔ اور

(۶) اگر وہ تمہارے اوپر احسان کرے تو احسان جتلائے (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

(۷) پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان کے ساتھ دوسری پانچ چیزیں ہوں تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ قول ہو اور فعل نہ ہو۔ مال ہو اور سخاوت نہ ہو، صدقہ ہو اور نیت نہ ہو، زندگی ہو اور تندرستی نہ ہو، اور دوستی ہو اور انصاف نہ ہو۔

(۸) جاہل کی زبان اس کی مالک ہے اور عقلمند اپنی زبان کا مالک ہے۔

(۹) بڑے لوگوں کی صحبت سے اچھے لوگوں کے ساتھ بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔

(۱۰) جو ایک بات پر صبر نہیں کرتا اس کو چند باتیں سننا پڑتی ہیں۔

(۱۱) تمہارے دل کھتیاں ہیں۔ ان میں

کچھ تو اگیں گے۔ (فقہان)

(۱۲) "حاسد" ایسے شخص پر غصہ ظاہر کرتا ہے۔ جس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۱۳) چپ رہنا اس گفتگو سے بہتر ہے۔ جس پر شرمندگی ہو۔

(۱۴) تمہاری زبان "درندہ" ہے۔ اگر اسے باغیہ رکھو۔ تو تمہاری حفاظت کرے گی۔ اور اگر آزاد چھوڑ دو تو تمہیں ہی بھاڑ کھائے گی۔

(۱۵) دنیا اور آخرت دو "سوکھ" ہیں اگر ایک کو راضی کرو گے تو دوسری ضرور ناراض ہوگی۔

کام کی باتیں

عمر شریف پرویز

پچھو! پہلے کام کرو تم

بعد میں پھر آرام کرو تم

کام عبادت ہے یہ مانو

وقت پہ اپنا کام کرو تم

کام سے اپنا جی بہلاؤ

اوپنچا اپنا نام کرو تم

علم سے تم رکھو دلچسپی

علم کی شہرت عام کرو تم

محنت سے تم دل نہ چراؤ

غفلت کو نیک نام کرو تم

اوپنچا رتبہ پاؤ گے تم

اوپنے اوپنے کام کرو تم

چھوڑو! اپنا کام نہ کل پو

ایڈیٹر

عبدالمجید جھانگ

حیثیت فی پرچہ چار آنے

ہفت روزہ اخباریں

ہفت روزہ خدمت

سالانہ ... گیارہ روپے
ششماہی ... چھ روپے
فی پرچہ ... چار آنے

— تہران - ۱۹ ستمبر - جمہوریہ ترکیہ کے صدر جمال بایار ایران کے سات روزہ ہجری دورہ کے لیے آج یہاں پہنچ گئے۔

— بوس آئرس - ۱۹ ستمبر - آئرلینڈ کے صدر جنرل پیران نے حکومت فرج کے حوالے کرنے کی پیشکش کی ہے۔

— مانچسٹر - ۲۰ ستمبر - یہاں موصول ہونے والی اطلاعات مقرر ہیں کہ آئرلینڈ کے سابق صدر جنرل پیران آج صبح بوس آئرس سے بذریعہ طیارہ کسی نامعلوم مقام کی طرف فرار ہو گئے۔ ملک کا نظم و نسق فوجی افسروں کے ایک گروہ نے سنبھال لیا۔ اور باغی لیڈروں نے اس گروہ سے مسلح کی بات چیت شروع کر دی ہے۔

— طہران - ۲۰ ستمبر - وزیر اعظم ایران مسٹر حسین اعلی نے آج پارلیمنٹ میں خارجہ پالیسی کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ ایران اپنے دفاع کے لئے اقوام متحدہ کے مشورے کے مطابق ہمسایہ ممالک سے تعاون کرے گا۔

— نیویارک - ۲۰ ستمبر - اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا سوال اجلاس آج یہاں شروع ہو گیا ہے۔ اجلاس شروع ہوتے ہی روسی مندوب میسیر مولوٹو نے اسمبلی میں اشتراکی چین کو ناپسندیدگی دینے کا مطالبہ کیا۔

— ماسکو - ۲۰ ستمبر - مشرقی جرمنی میں روسی ہائی کمیشن کو ختم کر دیا گیا۔

— نئی دہلی - ۲۱ ستمبر - روزنامہ "المجملہ" دہلی نے لکھا ہے کہ راجستھان کی پولیس مسلمانوں کو نشانہ بناتی رہی ہے مسلمانوں کو تھانہ میں بلا کر زندہ کر دیا جاتا ہے۔ اور انھیں پاکستان پہنچانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ ایک حاجی کو آٹا مارا کہ وہ جال بچ ہو گیا۔

— بوس آئرس - ۲۱ ستمبر - آئرلینڈ ریڈیو نے سرکاری طور پر اعلان کیا کہ صدر پیران کی جانشین فوجی کونسل نے ایک ہفتہ سے جاری خانہ جنگی ختم کرنے کے لیے باغیوں کی تمام شرائط منظور کر لی ہیں۔

— واشنگٹن - امریکہ - برطانیہ - فرانس اور روس کے نمائندے نے خارجہ اجلاس جرمنی کے مسئلہ پر غور کرنے کے لیے ۲ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو منعقد ہو گا۔

— جاکارتا - ۲۲ ستمبر - انڈونیشیا کے پہلے عام انتخابات ۲۹ ستمبر کو منعقد ہوں گے امید ہے اسلامی پارٹی انشاء اللہ سب سے زیادہ نشستیں حاصل کرے گی۔

— نیویارک - ۲۳ ستمبر - الجزائر کے سوال کو اقدام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا۔ یاد رہے کہ گذشتہ دنوں فرانسیسی مظالم سے ہزاروں مراکش مسلمان شہید ہوئے تھے۔

— قاہرہ - ۲۴ ستمبر - حکومت مصر نے کل رات سے ملک بھر میں مسلمانوں عیسائیوں کے یہودیوں کی مذہبی عداوتوں کو ختم کر دیا۔ آئندہ ہر طرح کے مذہبی تنازعات جن میں طلاق و وراثت کے مسائل بھی شامل ہیں۔ دیوانی عدالتوں میں زیر سماعت آیا کریں گے۔

— نئی دہلی - ۲۴ ستمبر - مسٹر جعفر رام کی زیر قیادت بہاری مسلمانوں کے ایک وفد نے وزیر اعلیٰ جی کٹر سنبھا سے ملاقات کی اور عید الاضحیٰ کے موقع پر مسلمانوں کے خلاف فرقہ وارانہ فسادات اور پولیس کی زیادتیوں کے متعلق ایک سمجھ بڑھ پیش کیا۔ وزیر اعلیٰ نے مسلمانوں کی شکایات کا ازالہ کرنے کا وعدہ کیا۔

— کراچی - ۱۹ ستمبر - گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد خاں صحت کے باعث اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ وہ اپنی رخصت کے انتظام پر ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو اپنے عہدے سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

— کراچی - ۱۹ ستمبر - آج سندھ میں ایک یونٹ بل کی دوسری شق پر غور جاری رہا۔ یہ شق مغربی پاکستان کے تمام عسکریوں اور ریاستوں کو ایک یونٹ میں ضم کرنے کے متعلق ہے۔

— مین سنگھ - ۱۹ ستمبر - مہار کے مقام پر گذشتہ چار دن سے پانی بڑھ رہا ہے۔ اس علاقہ میں گذشتہ ہفتہ سے شدید بارشیں ہو رہی ہیں۔ پانی کی سطح دو فٹ بڑھ چکی ہے۔ اور کئی سڑکیں زیر آب آگئی ہیں۔

— کراچی - ۱۹ ستمبر - دیہات سندھ میں حالیہ سیلاب سے جن قبیلوں اور دیہات کو نقصان پہنچا۔ حکومت سندھ ان کی از سر نو تعمیر کا فیصلہ کیا ہے۔

— سیالکوٹ - ۲۰ ستمبر - معلوم ہوا کہ دیہاتے راوی کے رخ میں تبدیلی کے باعث پاکستان ایک ہزار ایکڑ زمین سے محروم ہو گیا۔ اور تحصیل ناہ ووال (سیالکوٹ) کے دو دیہات ویرانہ اور داد کو سخت خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

— لاہور - ۲۱ ستمبر - گذشتہ شب میٹلوں کے پورے پورے گھر سنگھ کے چوک کے نزدیک دو منزلہ منزلہ مکان متہدم ہونے سے پانچ افراد جان بحق ہو گئے۔ اور ایک شادی شدہ لڑکی اور اس کا دس دن کا بچہ زخمی ہوئے۔

— کراچی - ۲۱ ستمبر - سندھ میں آج بھی ایک یونٹ بل کی دوسری شق پر بحث ہو رہی ہے۔ حزب اختلاف کے لیڈر مسٹر حسین شہید مہروردی نے ایک یونٹ بل پر غور کرنے کے لیے گول میز کانفرنس طلب کرنے کا مطالبہ کیا۔

— کراچی - ۲۲ ستمبر - سندھ سائز اسمبلی ایک یونٹ بل کے سوال پر استصواب رائے کرانے اور وحدت مندرجہ پاکستان کے قیام کی بجائے علاقائی یا ذیلی دفاع قائم کرنے کی تجویز مسترد کر دی۔

— کراچی - ۲۳ ستمبر - دستور نے گورنر جنرل کو ۷ ماہ کیلئے قوانین میں ترمیم و ترمیم کا اختیار دے دیا۔ گورنر جنرل اپنے اختیارات مغربی پاکستان کے گورنر کو بھی تفویض کر سکیں گے۔

— کراچی - ۲۳ ستمبر - پاکستان - ترک - عراقی معاہدے میں باضابطہ طور پر شریک ہو گیا۔ معاہدے میں ایران کی شرکت اور دفاعی کمان کے قیام کا امکان ظاہر کیا جا رہا ہے۔

— کراچی - ۲۴ ستمبر - کشمیر کے متعلق تمام جماعتوں کی نمائندہ کانفرنس غالباً اکتوبر کے تیسرے ہفتہ میں ہوگی۔

— لاہور - ۲۵ ستمبر - گندم کی نقل و حرکت پر سے پابندی ہٹانے کے بعد گندم کے نرخ بڑھنے شروع ہو گئے ہیں۔

— لاہور - ۲۵ ستمبر - عورتوں کے حقوق تعین کرنے کے لیے حکومت پاکستان نے جو کمیشن قائم کیا تھا۔ اس کا پہلا اجلاس ۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو لاہور میں ہوگا۔

— طہان - ۲۵ ستمبر - سرکاری اطلاع ہے کہ حالیہ سیلاب سے منع و طبعہ غازیخان میں ۱۱۶۹ مکان کو نقصان پہنچا نقصان کا اندازہ چودہ لاکھ روپیہ کے لگ بھگ ہے۔